Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk


- وزیرِ اعظم کی بگھی
- ماریا پتھر کا بُت بن گئی
- شاہلوس کی موت
- جالینوس اور عنبر
- مجھے عنبر کا سر چاہیئے
- نجومی کا کمال
- آدھا انسان آدھا گھوڑا
- سانپوں کا حملہ
- مکار پنڈت




# وزیرِ اعظم کی بگھی

ماریا، کنیز کو ہلاک کرنے والے حبشی غلام کے پیچھے لپکی:

حبشی غلام بے حد پھرتیلا تھا۔ پلک جھپکنے میں وہ نجانے کہاں غائب ہو گیا تھا۔ ماریا واپس روم کی ملکہ کے سونے کے کمرے میں چلی گئی۔ ملکہ کو زہر دے کر مارنے کی کوشش کرنے والی کنیز خود مر چکی تھی۔ ملکہ حیران و پریشان کھڑی تھی۔ ماریا نے اس کے پاس جا کر کہا:

"اے ملکہ روم — گھبراؤ مت رب عظیم نے تم پر رحم کیا اور مجھے تمہاری مدد کے لیے آسمان سے بھیجا۔ ورنہ تمہارے دشمنوں نے تمہیں ہلاک کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی"

ماریا کے نرم لہجے سے ملکۂ روم کا خوف کسی حد تک دور ہو گیا وہ بولی:

"اے آسمان کی نیک روح۔ میں تیری شکر گزار ہوں۔ مگر یہ کنیز تو میری بڑی وفادار تھی۔ پھر اس نے مجھے ہلاک کرانے کی کوشش کیوں کی؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ماریا نے کہا:

"اے ملکہ — کچھ سازشی تمہیں ہلاک کر کے تخت پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے تمہاری فوجوں کے سپہ سالار کو بھی ساتھ ملا رکھا ہے۔ اس کنیز کو شاید انہوں نے لالچ دے کر اس بات پر آمادہ کر لیا کہ یہ تمہیں زہر دے دے مگر جو دوسروں کا بُرا چاہتا ہے اس کا کبھی بھلا نہیں ہوتا — اس کنیز کو حبشی غلام نے مار ڈالا:"

ملکۂ روم یہ سن کر گھبرا گئی۔ ماریا نے اسے تسلی دی اور کہا:

"ڈرو نہیں — میں تمہاری دوست ہوں اور تمہاری مدد کروں گی۔"

ملکۂ روم بولی:

"دیوتاؤں کا شکر ہے کہ انہوں نے آسمانوں سے تمہیں میری جان بچانے کے لیے بھیجا۔"

ماریا نے کہا:

"اے ملکہ — اب تم سو جاؤ۔ میں کنیز کی لاش کو محل سے باہر پھینک آتی ہوں۔ تم کسی کو اس قاتلانہ حملے کے بارے میں نہیں بتاؤ گی۔"

ماریا نے قالین سے کنیز کو اُٹھا لیا۔ ماریا کے اٹھاتے ہی کنیز کی لاش بھی ملکہ کی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ ماریا کنیز کی



لاش اٹھائے کمرے سے نکلی اور باہر کو چل دی۔ کنیزیں اِدھر اُدھر آ جا رہی تھیں مگر ماریا کو کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ماریا بڑے اطمینان سے چلتی ہوئی محل کے دروازے پر پہنچ گئی۔ ہتھیار بند محافظوں کا دستہ دروازے پر کھڑا تھا۔ ماریا ان کے درمیان سے گزرتی ہوئی محل سے باہر آ گئی۔

محل سے کافی دور آ کر ماریا نے کنیز کی لاش ایک گڑھے میں پھینکی اور واپس چل دی۔ ابھی وہ محل سے کچھ دور ہی تھی کہ درختوں کے ایک جھنڈ کے پاس زمین سے ایک انسانی سر نکلا۔ ماریا رُک گئی۔ اب دو بازو باہر آئے اور پھر اچھل کر پورا جسم باہر آ گیا۔ چاند کی روشنی میں ماریا نے پہچان لیا۔ یہ وہی حبشی غلام تھا جس نے کنیز کو ہلاک کیا تھا۔

ماریا سمجھ گئی کہ ضرور یہاں کسی خفیہ سرنگ کا منہ ہے جو ملکۂ روم کے محل کے اندر جاتی ہے۔ حبشی غلام بڑا گھبرایا ہوا تھا۔ باہر آتے ہی وہ بڑے بڑے قدم اُٹھاتا ایک طرف چل دیا — ماریا اس کے پیچھے چل دی۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ یہ حبشی غلام کون ہے اور کیا چاہتا ہے۔

حبشی غلام کا پیچھا کرتے ہوئے ماریا ایک بڑے محل تک پہنچی۔ حبشی غلام محل کے دروازے پر موجود محافظوں سے گفتگو کر رہا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



حبشی غلام نے کہا :

"میں وزیر اعظم سے اسی وقت ملنا چاہتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے ۔ مجھے یہ حکم مل چکا ہے کہ تمہیں محل میں داخلے سے نہ روکا جائے۔" محافظوں کے سردار نے جواب دیا اور دروازہ کھول دیا ۔

حبشی غلام محل میں داخل ہوگیا ۔ ماریا اس کے ساتھ تھی ۔ حبشی غلام ایک بڑے کمرے میں پہنچا ۔ فرش پر نیلے رنگ کا خوبصورت قالین بچھا ہوا تھا ۔ ایک لمبا تڑنگا اور ادھیڑ عمر رومن بے چینی سے قالین پر ٹہل رہا تھا ۔ ماریا سمجھ گئی کہ یہی وزیر اعظم ہے ۔ کمرے میں اس کے علاوہ چار اور رومن موجود تھے جن کے قیمتی لباس بتاتے تھے کہ وہ بھی امراء میں شمار ہوتے ہیں ۔

حبشی غلام کو دیکھتے ہی وزیرِ اعظم اسی کی طرف بڑھا اور بولا :

"اے غلام ___ جلدی سے خوش خبری سنا ۔ ہم بڑی دیر سے منتظر ہیں۔"

حبشی غلام نے سر جھکا کر کہا :

"میرے آقا ۔ غلام بہت شرمندہ ہے ۔ عین وقت پر ایک روح نے ملکہ کی مدد کی اور اسے بتا دیا کہ کنیز نے شربت میں زہر ملا دیا ہے ۔ میں پردے کے پیچھے چھپا ہوا تھا ۔ اس ڈر



سے کہ کہیں کنیز ہمارا راز فاش نہ کر دے میں نے اسے ہلاک کر دیا۔"

وزیر اعظم غصے میں آگیا اس نے کہا :

"اوہ احمق غلام ۔ تمہیں ملکہ کو ہلاک کرنا چاہیے تھا۔"

"میرے آقا ۔ میں روح سے خوف زدہ ہوگیا تھا ۔ روح ملکہ کی حفاظت کر رہی تھی۔"

وزیر اعظم چلایا :

"پاگل کے بچے ۔ یہ تم نے روح ۔ روح کیا لگا رکھی ہے ۔ تم نے سارا منصوبہ خاک میں ملا دیا ۔"

کمرے میں موجود افراد میں سے ایک نے کہا :

"اب کیا ہوگا وزیر اعظم"

مکار وزیر اعظم نے کہا :

"فکر مت کرو میرے دوست فرڈی نینڈ ___ تم فوج کے سپہ سالار ہو ۔ میں وزیر اعظم ہوں ۔ یہ وزیر دربار بطلیموس ہے اور یہ ملکہ کے شاہی محافظ دستے کا سردار لیونارڈ ہے ۔ ہم سب ساتھ ہیں تو فکر کس بات کی ہے ۔ آج اگر ہم ناکام ہو گئے ہیں تو کیا ہوا ۔ ہم دوبارہ کوشش کریں گے۔"

وزیر دربار بطلیموس نے کہا ۔

"یہ تو ٹھیک ہے مگر اس روح کا کیا ہوگا جو ملکہ کی حفاظت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



کر رہی ہے۔"

مکار وزیرِ اعظم حبشی غلام کی طرف مڑا اور بولا:

"تم جھوٹ تو نہیں بول رہے۔ کیا تم نے روح کو دیکھا تھا؟"

حبشی غلام نے کہا:

"میرے آقا۔ غلام آپ سے جھوٹ بولنے کی جرأت کیسے کر سکتا ہے۔ میں نے روح کی آواز سنی تھی وہ کسی کو نظر نہیں آ رہی تھی۔ وہ کسی عورت کی روح تھی اس نے ملکہ سے کہا تھا کہ وہ آسمان سے اس کی مدد کے لیے آئی ہے۔"

شاہی محافظ دستے کے سردار لیونارڈ نے کہا:

"لگتا ہے۔ کوئی جادوگر ملکہ کے ساتھ ہے۔"

مکار وزیر اعظم زور سے ہنسا۔

اس نے کہا:

"اگر ایسا ہے تو میں اس جادوگر کو مزا چکھا دوں گا۔ اسے وہ سزا دوں گا کہ یاد رکھے گا۔"

ماریا یہ سب باتیں سن رہی تھی اس کے جی میں آیا کہ اس عیار وزیراعظم کو الٹے ہاتھ کا تھپڑ مارے مگر کچھ سوچ کر وہ ایسا کرنے سے باز رہی۔

مکار وزیراعظم نے اپنے ساتھیوں سے کہا:

"آپ سب جائیں۔ میں پہلے اس روح کا بندوبست کروں گا۔



پھر ملکہ سے نبٹ لوں گا۔"

سپہ سالار فرڈی نینڈ، وزیرِ دربار بطلیموس، شاہی محافظ دستے کا سردار لیونارڈ اور حبشی غلام چلے گئے۔ تو وزیر اعظم نے زور سے تالی بجائی اور کہا:

"کوئی ہے؟"

فوراً ایک کنیز کمرے میں داخل ہوئی اور کورنش بجا لا کر بولی:

"کنیز حکم کی منتظر ہے عالی جاہ۔"

وزیر اعظم نے کہا:

"ہمارے محافظ دستے کے سردار سے کہو کہ بگھی تیار کرے۔ ہم تیار ہو کر آتے ہیں۔"

کنیز نے سر جھکایا اور الٹے قدموں کمرے سے نکل گئی۔ ماریا بھی اس کے پیچھے چل دی۔ مختلف راہداریوں سے گزر کر کنیز ایک کمرے میں داخل ہوئی۔ کمرے میں کالا کلوٹا سانڈ ایسا شخص بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اس وقت بکرے کی ایک بھنی ہوئی ران کو وحشیوں کی طرح بھنبھوڑ رہا تھا۔ اس نے لال لال آنکھوں سے کنیز کو گھورا تو وہ سہم کر بولی:

"آقا نے بگھی تیار کرنے کا حکم دیا ہے وہ کہیں جانا چاہتے ہیں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



محافظ دستے کے سردار نے زور دار ڈکار لی۔ میز پر پڑا بلوری مٹکا جو پانی سے بھرا ہوا تھا اُٹھا کر منہ سے لگا لیا اور اس وقت منہ سے ہٹایا جب اس میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہ بچا تھا۔ مٹکا واپس میز پر رکھتے ہوئے اس نے کنیز کی طرف دیکھا اور دھاڑا:

"تو ابھی تک دفع نہیں ہوئی"

ماریا کو اس بداخلاق انسان پر بڑا غصہ آیا مگر وہ ضبط کر گئی۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ وزیر اعظم کہاں جا رہا ہے۔ کنیز خوف کے مارے تقریباً بھاگتی ہوئی کمرے سے نکلی تھی۔ کالا سردار اپنے پھولے ہوئے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کھڑا ہوا اور باہر کو چل دیا۔

بگھی تیار ہو گئی۔ وزیراعظم کے سوار ہوتے ہی بگھی چل پڑی۔ کالے رنگ کے چار طاقت ور گھوڑے بگھی کے آگے جتے ہوئے تھے۔ کوچوان اور کالا سردار اگلے حصے میں بیٹھے تھے جب کہ وزیر اعظم بگھی میں تھا۔ ماریا بگھی کی چھت پر بیٹھی ہوئی تھی۔

بگھی شہر سے باہر جانے والی سڑک پر اُڑی جا رہی تھی۔ آسمان پر ستارے چمک رہے تھے۔ ماریا بگھی کی چھت پر بیٹھی یہ سوچ رہی تھی کہ مکار وزیر اعظم



کس سے ملنے جا رہا ہے۔

شہر سے باہر پہنچ کر بگھی ایک کچی سڑک پر مڑ گئی۔ یہ تنگ سا راستہ تھا۔ جو جنگل کو جاتا تھا۔ اونچا نیچا اور غیر ہموار راستہ جا بجا چھوٹے چھوٹے گڑھے تھے۔ دونوں طرف جھاڑیاں نظر آ رہی تھیں۔ دو تین فرلانگ کے بعد جنگل آ گیا۔ کالے سردار نے دو مشعلیں روشن کر لی تھیں اور ان کی روشنی میں بگھی آگے بڑھتی جا رہی تھی۔

جنگل گھنا ہوتا جا رہا تھا بگھی ایک فرلانگ تک آگے جا سکی۔ یہاں سے راستہ بہت تنگ ہو گیا تھا۔ بلند و بالا درخت راستے پر اس طرح جھکے ہوئے تھے کہ راستہ سرنگ کی شکل اختیار کر گیا تھا۔ بگھی رُکی۔ کالے سردار نے اتر کر دروازہ کھولا اور وزیر اعظم باہر نکل آیا۔

کالے سردار سے ایک مشعل لے کر وزیر اعظم نے اسے یہیں ٹھہرنے کی تاکید کی اور آگے بڑھ گیا۔ ماریا بگھی کی چھت سے اتر آئی تھی اس نے وزیر اعظم کا تعاقب شروع کر دیا۔

◎

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

# ماریا پتھر کا بت بن گئی

تنگ راستے میں اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔
مکار وزیر اعظم مشعل کی روشنی میں جنگل کے گنجان اور کانٹے دار جھاڑیوں سے بھرے راستے پر آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ کئی فرلانگ تک چلنے کے بعد وزیر اعظم رک گیا۔

ماریا نے دیکھا۔ زمین کے اندر ایک غار سا بنا ہوا ہے۔ وزیر اعظم غار میں داخل ہو گیا۔ غار خاصی کشادہ تھی اور ہوا دار تھی۔ وزیر اعظم کچھ آگے بڑھا تو ایک زینہ آگیا۔ یہ پرانے سیاہ پتھروں کا زینہ تھا اور نیچے کو جاتا تھا۔ زینے پر وزیر اعظم نے پہلا قدم رکھتے ہی ایک دھماکہ ہوا اور روشنی ہو گئی۔

ماریا نے دیکھا۔ زینے کی دیواروں پر انسانی کھوپڑیاں ٹنگی ہوئی ہیں اور ان میں موم کی طرح کوئی سفید چیز جل رہی ہے مگر اس کا شعلہ عام موم بتی سے کئی سو گنا زیادہ روشن ہے۔ یہ عجیب شمع دان خود بخود جل اٹھے تھے۔ ماریا سمجھ گئی کہ یہ کسی جادوگر کا ٹھکانہ ہے۔



Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وزیر اعظم زینہ اتر رہا تھا۔ زینہ کافی نیچے تک چلا گیا تھا۔ فضا میں نم آلود بو تھی اور ہولناک سناٹا چھایا ہوا تھا۔ زینے کے اختتام پر ایک گول سوراخ بنا ہوا تھا۔ اس میں سے ایک آدمی جھک کر گزر سکتا تھا۔ سوراخ کے دوسری طرف ایک بڑا کمرہ تھا۔

دیواروں پر جا بجا مکڑیوں کے جالے لٹک رہے تھے۔ مکڑیوں کی سرخ آنکھیں بلبوں کی طرح چمک رہی تھیں۔ ان کی ٹانگیں لمبی تھیں۔ ایک کونے میں لکڑی کا پلنگ پڑا تھا۔ بڑا بھیانک منظر تھا۔ پلنگ کے اوپر ایک بڑی چمگادڑ پر پھیلائے بیٹھی تھی۔ اس کے پنجوں میں انسانی کھوپڑیاں دبی ہوئی تھیں۔ پلنگ کے سرہانے دو الو بیٹھے تھے وزیر اعظم کو دیکھتے ہی وہ منحوس آوازیں نکالنے لگے۔ ماریا کے جسم میں سنسنی کی لہر دوڑ گئی۔

کمرے کی دیواروں پر مختلف انسانی اعضاء سجے ہوئے تھے۔ انسانی ران کی ہڈی کو کھوکھلا کر کے اس میں مشعل لگائی گئی تھی۔ کمرے کے دوسرے کونے میں آتش دان کے آگے ایک کالا بھجنگ اور ریچھ کی طرح ہٹا کٹا آدمی بیٹھا تھا۔ اس کے گلے میں ہڈیوں کی مالا اور سر پر الو کے پروں کا تاج تھا۔

یہ ابلیس جادوگر تھا۔ روم کے جادوگروں کا سردار۔ آدمی کو جانور اور پتھر بنا دینا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ ابلیس جادوگر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



کے آگے مختلف جڑی بوٹیاں، اُلو کی کھوپڑی ہاتھی کے دانت، گدھ کی چونچ اور بھیڑیئے کے ناخن وغیرہ پڑے تھے۔ وہ اس وقت جادو کی کوئی خاص دوا تیار کر رہا تھا۔

گہرے سانس کے ساتھ ابلیس جادوگر کی آواز گونجی:

"شیطانِ اعظم ——— تمہیں بدی کی ہمت دے۔ اے وزیرِاعظم ہینی لولو ——— میرے دوست کے بیٹے ——— کیا چاہتے ہو؟"

آواز ایسے تھی جیسے کوئی گہرے کنوئیں سے بول رہا ہو۔ ابلیس جادوگر نے وزیر اعظم کی طرف دیکھا تک نہیں تھا۔ وہ آتشدان پر نظریں جمائے بیٹھا تھا۔

وزیر اعظم ہینی لولو نے جھک کر کہا:

"اے عظیم جادوگر ——— سلام لعنت ——— میں روم کا بادشاہ بن کر بدی کو پھیلانا چاہتا ہوں مگر آسمان کی ایک روح میرے راستے میں آ گئی ہے۔"

یہ کہہ کر وزیر اعظم ہینی لولو نے ساری کہانی سُنا دی۔

ابلیس جادوگر نے گہرا سانس لیا اور کہا:

"اے ہینی لولو ——— میرے دوست کے بیٹے ——— جاؤ ——— روم کا تخت تمہارا ہے اس روح کو میں قید کر لوں گا۔"

مکار وزیر اعظم خوش ہو گیا۔ اس نے کہا:

"اے عظیم جادوگر ——— شیطانِ اعظم تم پر اپنی نوازشیں کرے۔"



یہ کہہ کر وزیرِاعظم واپسی کے لیے مڑ گیا۔ ماریا وہیں رہی وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ اب یہ خبیث جادوگر کیا کرتا ہے۔ ابلیس جادوگر جھومتا ہوا اُٹھا۔ پلنگ کے نیچے سے لوہے کا ایک صندوق نکالا۔ یہ صندوق خاصا بڑا تھا۔ ابلیس جادوگر صندوق اُٹھائے آتش دان کے پاس آ گیا۔

ابلیس جادوگر صندوق کے سامنے آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا۔ منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑاتے ہوئے اس نے جیب سے چمکتا ہوا چاقو نکالا اور اس سے دائیں ہاتھ کی چھنگلیا کو زخم لگا کر خون کے چند قطرے صندوق کے تالے پر ٹپکائے اور زور زور سے کوئی منتر پڑھنے لگا۔

ماریا، جادوگر سے چند قدم کے فاصلے پر کھڑی یہ تماشہ دیکھ رہی تھی۔ خون کے قطرے تالے پر پڑتے ہی صندوق ہلنے لگا۔ پھر اس کا ڈھکن اوپر اُٹھ گیا۔ ابلیس جادوگر نے زور سے چیخ ماری۔ اس کی چیخ ایسے تھی جیسے کئی انسانی کھوپڑیاں زور سے آپس میں ٹکرائی ہوں۔ منحوس اُلو دوبارہ چلانے لگے تھے۔ ایک بار تو ماریا بھی گھبرا گئی کہ یہ خبیث جادوگر کیا کرنے جا رہا ہے۔

صندوق میں کالے رنگ کی ایک مورتی پڑی تھی۔ مورتی کی شکل بڑی ڈراؤنی تھی۔ سرخ زبان باہر کو نکلی ہوئی تھی۔ آنکھیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لہو رنگ تھیں۔ مورتی کے ہاتھ میں ترشول تھا۔ اس وقت مورتی بے جان تھی۔

ابلیس جادوگر نے بلند آواز سے منتر پڑھتے ہوئے اپنے چوغے سے ایک موٹی لفافہ نکالا۔ اس میں سرخ رنگ کا سفوف بھرا ہوا تھا۔ لفافہ کھول کر ابلیس جادوگر نے سفوف آتش دان میں پھینک دیا۔ گہرے نیلے رنگ کا ایک شعلہ پیدا ہوا اور کمرے میں تیز بدبو کے ساتھ گاڑھا دھواں پھیل گیا۔

ابلیس جادوگر آگے کو جھکتا ہوا بولا:

"چڑیلوں کی ملکہ۔ اپنے غلام کی مدد کر۔"

چڑیلوں کی ملکہ کی مورتی میں حرکت پیدا ہوئی۔ اس کی آنکھوں میں ڈیلے گھومنے لگے۔ زبان بار بار اندر باہر جانے لگی۔ اس کے دو ہاتھ اوپر کو اٹھے اور وہ صندوق کے کنارے کو تھام کر اٹھ بیٹھی۔

چڑیلوں کی ملکہ کی آنکھوں میں ڈیلے تیزی سے گھومنے لگے تھے اور آنکھوں سے چنگاریاں نکلنے لگی تھیں۔ پھر کمرے میں کسی سانپ کی پھنکار سے مشابہہ آواز گونجی:

"تو نے مجھے گہری نیند سے بیدار کیا ہے۔ بول کیا مانگتا ہے؟"

ابلیس جادوگر خوش ہوگیا۔ اپنے زرد اور گندے دانت



نکال کر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس نے کہا:

"تو عظیم ہے چڑیلوں کی ملکہ ــــ میرے دوست کا بیٹا روم کا وزیر اعظم یعنی لوو ایک روح کے ہاتھوں تنگ ہے میں اس روح کو قید کرنا چاہتا ہوں۔"

چڑیلوں کی ملکہ نے قہقہہ لگایا پھر کہا:

"وہ روح نہیں ہے۔ وہ ایک غیبی عورت ہے جو پانچ ہزار سال سے زندہ ہے۔ اس کا نام ماریا ہے۔ اس کے دو ساتھی بھی ہیں۔ ایک کا نام عنبر ہے جو کبھی نہیں مرے گا اور ایک ناگ ہے جسے پانچ سو سال زندہ رہنے کے بعد یہ طاقت مل گئی ہے کہ وہ انسان یا کسی بھی جانور کی شکل اختیار کر سکتا ہے۔"

ماریا چونک اٹھی کہ چڑیلوں کی ملکہ بدبخت اس کے بارے میں سب کچھ جانتی ہے۔ ابلیس جادوگر غصے میں آگیا تھا۔ اس نے کہا:

"میں غیبی عورت کو اپنے جادو سے مار دوں گا۔"

چڑیلوں کی ملکہ نے کہا:

"تم اسے نہیں مار سکو گے۔ سنو تم قیامت تک زندہ رہنے کے لیے سالوں سے یہاں چلہ کاٹ رہے ہو۔ اب تمہاری خواہش پوری ہونے اور تمہیں ابدی زندگی ملنے کا وقت آ پہنچا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ہے۔ اس غیبی عورت کے ایک ساتھی عنبر کو جو کبھی نہ مرنے کی طاقت رکھتا ہے تم اپنے قابو میں کر لو اور اس کے سر پر مردہ الو کی کھوپڑی رکھ کر چالیس دن تک چلہ کاٹو۔ تمہاری خواہش پوری ہو گی مگر پہلے تمہیں غیبی عورت کو قابو کرنا ہو گا۔"

خبیث جادوگر خوشی سے نہال ہو گیا وہ بولا:

"اے عظیم ملکہ ۔۔۔ وہ غیبی عورت کہاں ہے اور میں اسے کس طرح قابو کر سکتا ہوں؟"

چڑیلوں کی ملکہ کا سر اس طرف گھوم گیا جدھر ماریا کھڑی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ ماریا کو دیکھ سکتی ہے۔ ماریا تو پہلے ہی ان دونوں خبیثوں کی گفتگو سے پریشان ہو رہی تھی۔ اب جب اسے معلوم ہوا کہ چڑیلوں کی ملکہ اسے دیکھ سکتی ہے تو وہ باہر کو دوڑی۔

چڑیلوں کی ملکہ نے کہا:

"وہ غیبی عورت اس کمرے میں ہے اور اب باہر کو بھاگ رہی ہے۔"

جادوگر اچھل پڑا۔ اس نے دروازے کی طرف دیکھا مگر اسے ماریا نظر نہ آئی وہ بولا:

"اے عظیم ملکہ مجھے تو نظر نہیں آ رہی۔"



چڑیلوں کی ملکہ چلائی:

"تو اسے نہیں دیکھ سکتا۔ تیرے جادو میں ابھی وہ طاقت نہیں پیدا ہوئی۔ لیکن اگر تو ہمیشہ کی زندگی چاہتا ہے تو اسے غار میں نکلنے سے پہلے قابو کر لے۔"

ابلیس جادوگر گھبرا گیا اس نے کہا:

"اے عظیم ملکہ ۔۔۔ وہ مجھے نظر نہیں آتی میں اسے کس طرح قابو کروں؟"

چڑیلوں کی ملکہ کی آنکھوں سے سرخ رنگ کی تیز روشنی نکل کر اس کے ہاتھ میں موجود ترشول پر پڑی۔ ملکہ نے ترشول ابلیس جادوگر کی طرف بڑھایا اور کہا:

"اس ترشول کو دروازے کی طرف پھینک دے۔ یہ اس غیبی عورت کو ظاہر کرے گا اور اسے بے بس کر دے گا۔"

ابلیس جادوگر نے ترشول لیا اور پوری قوت سے دروازے کی طرف اچھال دیا۔ شوں کی زور دار آواز پیدا ہوئی اور چکر کھاتا ہوا دروازے سے نکل گیا۔

ماریا بھاگتی ہوئی زینے تک پہنچ چکی تھی اور اب زینہ چڑھ رہی تھی کہ شوں کی آواز کے ساتھ ترشول آ پہنچا۔ ماریا رکنے کی بجائے تیزی سے زینہ طے کرنے لگی۔ ترشول نے اس کے سر پر پہنچ کر تین چکر کھائے۔ پھر ترشول سے چنگاریاں پھوٹیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



اور ماریا کے اوپر گریں۔

چنگاریاں گرتے ہی ماریا جہاں کھڑی تھی وہیں کھڑی رہ گئی اس نے آگے جانے کے لیے قدم اٹھانا چاہا مگر پاؤں تو گویا زمین سے چپک گئے تھے۔ ماریا پریشان ہو گئی۔ وہ بھاگنا چاہتی تھی مگر اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں ہل سکی۔ وہ بے بس ہو چکی تھی۔

ترشول واپس جا چکا تھا۔ کچھ ہی دیر بعد دوڑتے قدموں کی آواز سنائی دی۔ ابلیس جادوگر بھاگا چلا آ رہا تھا۔ ماریا اب ظاہر ہو چکی تھی۔ جادوگر اسے دیکھ سکتا تھا۔ اس نے زور دار قہقہہ لگایا اور کہا:

"وقت آ گیا ہے۔ اب میں لافانی بن جاؤں گا۔ تمہارا ساتھی عنبر میرے ہاتھوں سے بچ نہ سکے گا۔ چڑیلوں کی عظیم ملکہ میری مددگار ہے ہا ہا ہا"

ابلیس جادوگر نے ماریا کو اٹھا کر کندھے پر ڈال لیا اور واپس چل دیا۔ ماریا سب کچھ دیکھ سکتی تھی۔ محسوس کر سکتی تھی سوچ سکتی تھی مگر حرکت نہ کر سکتی تھی۔ خبیث جادوگر اسے اٹھائے واپس کمرے میں پہنچا۔

چڑیلوں کی ملکہ کی مورتی اپنی جگہ کھڑی تھی۔ ترشول اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے کہا:



"اسے میرے پاس کھڑا کر دو۔"

ابلیس جادوگر نے ایسا ہی کیا۔ چڑیلوں کی ملکہ نے ایک ہاتھ اٹھا کر ماریا کے سر پر رکھ دیا۔ سردی کی ایک لہر ماریا کے پورے جسم میں دوڑ گئی۔ چڑیلوں کی ملکہ کے ہاتھ برف سے زیادہ سرد تھے۔ ماریا کو بہت سردی محسوس ہو رہی تھی۔ چند منٹ بعد سردی کا یہ احساس جاتا رہا۔

اسی وقت ماریا کا جسم پتھر کا بننا شروع ہو گیا۔ پہلے پاؤں پتھر کے بنے پھر ٹانگیں بازو دھڑ گردن اور سر بھی پتھر کا بن گیا۔ ماریا کے سننے کی اور دیکھنے کی طاقت باقی تھی مگر اس کا سارا جسم پتھر کا بن چکا تھا۔ نیلے رنگ کا لباس اور سنہری بال جو شانوں پر بکھرے ہوئے تھے پتھر کے بن چکے تھے۔

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



# شاہلوس کی موت

ماریا پتھر کی بن چکی تھی۔

چڑیلوں کی ملکہ نے ابلیس جادوگر سے کہا:

"اسے کمرے کے کسی کونے میں رکھ دینا۔ اب یہ اس وقت تک پتھر کا مجسمہ بنی رہے گی جب تک تم زندہ ہو۔ اب میری بات غور سے سنو۔ اس کا ساتھی عنبر روم میں ہی ہے کہاں ہے اس بارے میں کچھ نہیں بتا سکتی۔ کیوں کہ وہ میرے جادو کی حدود سے باہر ہے۔ عنبر کو تلاش کرنا تمہارا کام ہے۔ جب تم عنبر کو تلاش کر لو تو میرا ترشول اس کے سر میں مارنا"

چڑیلوں کی ملکہ نے ترشول ابلیس جادوگر کے ہاتھ میں دے دیا اور دوبارہ کہنا شروع کیا:

"جوں ہی یہ ترشول عنبر کے سر کو لگے گا۔ عنبر کا دماغ تمہارے قبضے میں آ جائے گا۔ عنبر وہی کرے گا جو تم کہو گے۔ عنبر کو قابو کرنے کے بعد تمہیں چالیس دن کا چلا کاٹنا ہو گا۔



ان چالیس دنوں میں تم ہر رات عنبر سے قبرستان سے ایک تازہ لاش منگواؤ گے۔ عنبر کے سر پر مردہ الو کی کھوپڑی باندھ دینا اور ہر لاش کو چیر کر اس کا دل نکالنے کے بعد اسے جلا دیا کرنا۔ ہر لاش جلانے کے بعد تم ایک کیل عنبر کے جسم میں ٹھونک دینا۔ اس طرح چالیس لاشوں کے دل نکالنا اور انہیں جلانا۔ اور عنبر کے جسم میں چالیس کیلیں ٹھونکنا جب تم چالیسویں کیل ٹھونکو گے عنبر پتھر کا مجسمہ بن جائے گا۔

بچو! یہ تو آپ جانتے ہیں کہ عام حالت میں عنبر کا جسم نرم ہوتا ہے اور غصے کی حالت میں سخت۔

چڑیلوں کی ملکہ نے دوبارہ کہنا شروع کیا:

"چالیس لاشوں سے نکالے دل تم بیروت دیوتا کے قدموں میں ڈھیر کر دینا۔ پھر تمہیں ہمیشہ زندہ رہنے کی طاقت مل جائے گی جو اس وقت عنبر کے پاس ہے اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو عنبر اور ماریا ہمیشہ کے لیے پتھر کے بت بنے رہیں گے"

ابلیس جادوگر نے قہقہہ لگایا اور کہا:

"اے چڑیلوں کی عظیم ملکہ ــــ تیری مدد سے کامیابی میرے قدم چومے گی۔ میں اپنی کامیابی کے راستے میں آنے والی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ہر ریکارڈ کے پرخچے اڑا دوں گا۔ میں ہمیشہ کی زندگی حاصل کر کے رہوں گا۔"

چڑیلوں کی ملکہ نے کہا:

"خبردار۔ عنبر اور ماریا کے ساتھی ناگ سے ہوشیار رہنا۔ وہ ایک سانپ ہے مگر اسے یہ طاقت مل چکی ہے کہ انسان کے ساتھ ساتھ ہر جانور کا روپ بھی دھار سکتا ہے۔ اگر ناگ اس کمرے تک پہنچ گیا تو تمہارا سارا جادو تباہ ہو جائے گا اور تم ہلاک ہو جاؤ گے۔"

ابلیس جادوگر گھبرا گیا اس نے کہا:

"اے چڑیلوں کی ملکہ۔ ناگ اس وقت کہاں ہے؟"

جواب ملا:

"وہ ملک روم میں نہیں ہے۔ کہیں اور ہے۔ فی الحال تم عنبر کی فکر کرو اور اسے قابو میں کرو۔" یہ کہہ کر چڑیلوں کی ملکہ نے اپنا بایاں ہاتھ اٹھایا۔ کمرے میں ایک شعلہ پیدا ہوا اور سامنے کی دیوار پر روشنی پھیل گئی۔ اسی روشنی میں ایک نوجوان کی تصویر ابھری یہ عنبر تھا۔

چڑیلوں کی ملکہ نے کہا:

"اسے پہچان لو یہی تمہارا شکار ہے۔"

اب چڑیلوں کی ملکہ واپس صندوق میں لیٹ گئی۔ اس کا



جسم دوبارہ کالے رنگ کی مورتی میں تبدیل ہو گیا۔ صندوق بھی خود بخود بند ہو گیا۔ ابلیس جادوگر نے صندوق پلنگ کے نیچے رکھ دیا۔

آتش دان کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے منتر پڑھنا شروع کیا۔ منتر مکمل کرنے کے بعد ابلیس جادوگر نے منہ چھت کی طرف کر کے پھونک ماری۔ اس کے منہ سے نارنجی رنگ کا شعلہ نکل کر چھت سے ٹکرایا۔ فوراً ہی کمرے میں گاڑھے سیاہ رنگ کا دھواں پھیل گیا۔ پھر یہ دھواں اکٹھا ہونے لگا۔

دیکھتے ہی دیکھتے دھواں ایک بڑے سانپ میں تبدیل ہو گیا۔ جادو کے اس سانپ کے منہ سے پھنکاریں نکل رہی تھیں۔ دو شاخی زبان لپلپا رہی تھی۔ سانپ کا منہ ہلا اور ایک منمناتی آواز آئی:

"کیا حکم ہے میرے آقا؟"

ابلیس جادوگر نے کہا:

"تم کمرے کے دروازے میں بیٹھ جاؤ۔ کوئی اندر نہ آنے پائے۔ یہاں کی حفاظت میں تمہارے سپرد کر رہا ہوں۔"

جادو کے سانپ نے زبان لپلپائی اور کہا:

"میرے آقا۔ آپ کہاں جا رہے ہیں؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ابلیس جادوگر نے کہا،

"میں ایک ایسے آدمی کو پکڑنے جا رہا ہوں جو پانچ ہزار سال سے زندہ ہے اور جسے موت نہیں آئی۔ اس کا نام عنبر ہے وہ میرے ہاتھوں سے بچ نہیں سکے گا۔"

ابلیس جادوگر نے یہ کہہ کر چڑیلوں کی ملکہ کا دیا ترشول اٹھایا۔ ترشول خود بخود چھوٹا ہو گیا۔ ابلیس جادوگر نے اسے جیب میں رکھا اور کمرے سے نکل گیا۔ ماریا بت بنی یہ سب دیکھ رہی تھی مگر وہ بے بس تھی کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ جادو کا سانپ دروازے میں پھن کاڑھ کر بیٹھ گیا۔

ابلیس جادوگر عنبر کی تلاش میں نکل چکا تھا۔

O

صبح ہو گئی۔ عنبر شہر سے باہر کھیتوں میں ایک ٹیلے پر بنے مجسمے کے چبوترے پر بیٹھا تھا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ پہلے روم میں ماریا کا سراغ لگائے، ممکن ہے وہ بھی پیچھے کے زمانے میں چھلانگ لگانے کے بعد روم میں آ گئی ہو۔ خدا کا نام لے کر عنبر اٹھا اور شہر کی طرف چل دیا۔

بازار کھل چکے تھے۔ رومن کھلی آستینوں والا لباس پہنے



گھوم پھر رہے تھے۔ بازاروں میں خوب رونق تھی۔ عنبر بازار میں چلتا ہوا ایک چوک میں پہنچا تو ایک نانبائی کی دوکان کے آگے رش دیکھ کر رک گیا۔

عنبر نے آگے بڑھ کر دیکھا چھوٹے قد کا مگر بھینسے کی طرح ہٹا کٹا ایک رومن ہنٹر سے ایک بوڑھے کو پیٹ رہا ہے۔ بوڑھے کے بال سفید تھے اور وہ بہت کمزور تھا یوں لگتا تھا جیسے اس کی ہڈیوں پر کھال منڈھی ہوئی ہو۔ وہ بیٹھے بیٹھے رومن کی منت سماجت کر رہا تھا مگر وہ تو گویا بہرہ تھا۔

ان دونوں کے چاروں طرف گول دائرے کی شکل میں رومن شہری جمع تھے مگر وہ بجائے بوڑھے کو بچانے کے بڑی دلچسپی سے اسے پٹتا دیکھ رہے تھے عنبر نے ایک نوجوان رومن سے پوچھا،

"بھائی ــــ یہ کون ہے اور بوڑھے کو کیوں پیٹ رہا ہے؟"

رومن نوجوان نے حقارت بھری نظروں سے عنبر کی طرف دیکھا۔ عنبر اس وقت ایک ایسا مصری نوجوان نظر آ رہا تھا جو روزی کی تلاش میں یہاں آیا ہو۔ اس نے جو کپڑے پہن رکھے تھے وہ غلاموں والے تھے۔ رومن نے نفرت سے اسے گھورتے ہوئے کہا،

"تم کون ہو؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



عنبر نے کہا:

"میں ملک روم میں اجنبی ہوں اور ملک مصر سے آ رہا ہوں"

رومن نوجوان طنزیہ انداز میں ہنسا اور بوڑھے کو پیٹنے والے ہٹے کٹے رومن کی طرف اشارہ کر کے بولا:

"یہ شاہلوس ہے۔ یہاں کے گورنر کا بھانجا اور نامور بہادر"

عنبر نے کہا:

"یہ اس کمزور بوڑھے کو کیوں پیٹ رہا ہے۔ بہادروں کا تو فرض ہے کہ وہ کمزوروں کی حفاظت کریں"

رومن نوجوان نے جواب دینے کی بجائے منہ پھیر لیا۔ عنبر مجمع چیرتا ہوا۔ میدان میں آ گیا اور شاہلوس کا ہنٹر پکڑ لیا۔ سارے لوگ دم بخود رہ گئے۔

چھوٹے قد کے رومن شاہلوس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ وہ آنکھوں سے زہریلا سانپ معلوم ہوتا تھا۔ شاہلوس خاموشی سے عنبر کو گھور رہا تھا۔ اس کے دیکھنے کا انداز بڑا جارحانہ اور مقابل کو بوکھلا دینے والا تھا مگر اس احمق کو کیا معلوم تھا کہ وہ جس شخص کے سامنے کھڑا ہے وہ طاقت میں بے مثال ہے اور اس نے کسی سے مرعوب ہونا نہیں سیکھا۔



عنبر نے کہا:

"اے رومن۔ تو اس بوڑھے کو بلاوجہ کیوں پیٹ رہا ہے"

شاہلوس نے قہقہہ لگایا اور مجمع کی طرف مڑ کر کہا:

"لوگو۔ سن رہے ہو یہ بلیکی کیا کہہ رہا ہے۔ یہ شاہلوس بہادر سے وجہ پوچھ رہا ہے۔ اسے شاید معلوم نہیں کہ موت اس کے سر پر منڈلا رہی ہے"

لوگ قہقہے لگانے لگے۔ اس کے دبلے پتلے جسم کا مذاق اڑانے لگے۔ کہاں تو گینڈے کی طرح ہٹا کٹا شاہلوس اور کہاں دبلا پتلا عنبر۔ شاہلوس نے ہنٹر کو پوری قوت سے جھٹکا دیا۔ عنبر جان بوجھ کر گر گیا۔ شاہلوس نے زوردار قہقہہ لگایا۔ عنبر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ اس نے کہا:

"اے شاہلوس۔ کیا تیری کوئی اولاد ہے اگر ہے تو میں تجھے جان سے نہیں ماروں گا"

شاہلوس بھینسے کی طرح ڈکراتا آگے بڑھا اور ہنٹر گھماتے ہوئے بولا:

"اے بلیکی۔ کیا تو پاگل ہے"

شاہلوس نے کہا:

"اگر تو میرے قدموں کو چومے اور میری غلامی قبول

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



کرے۔ تو میں تیری جان بخشی کر سکتا ہوں۔"

عنبر نے لاپرواہی سے کہا:

"میں حکم مانا نہیں کرتا۔ حکم منوایا کرتا ہوں۔ زندگی اور موت خدا کے ہاتھ میں ہے تو مجھے کبھی نہیں مار سکتا۔"

شاہلوس نے بڑی حقارت سے زمین پر تھوکا اور کہا:

"تو کیا میں تیرے باپ کو بھی نہیں چھوڑوں گا۔"

عنبر اپنے باپ کے خلاف نہ سن سکا۔ اس نے آگے بڑھ کر شاہلوس کے منہ پر مکّا مارا۔ شاہلوس عنبر کا مکّا کھاتے ہی کئی فٹ دور جا گرا۔ اس کے منہ سے خون نکلنے لگا تھا۔

لوگوں کے منہ سے حیرت بھری چیخیں نکل گئیں۔ شاہلوس غصّے میں دیوانہ ہو گیا۔ وہ اُٹھ کر عنبر پر جھپٹا۔ عنبر نے اپنی جگہ سے کوئی حرکت نہ کی۔ شاہلوس نے پوری قوت سے عنبر کے سر پر مکّا مارا مگر اس کے اپنے منہ سے چیخ نکل گئی۔ اسے یوں لگا جیسے لوہے کی چٹان پر مکّا مارا ہو۔

اب عنبر آگے بڑھا۔ اس نے شاہلوس کو کمر میں بندھی چمڑے کی بیلٹ سے پکڑ کر اُٹھایا اور سر سے بلند کر کے چکر دینے لگا۔ شاہلوس کے حلق سے گھٹی گھٹی چیخیں نکل رہی تھیں پھر اس سے پہلے کہ عنبر شاہلوس کو زمین پر پٹختا اور اس کا جسم گوشت کا لوتھڑا بن جاتا۔ شاہلوس چلا اُٹھا:



میرا ایک بیٹا ہے تو نے کہا تھا کہ اگر میری اولاد ہوئی تو مجھے نہیں مارے گا۔"

عنبر نے بڑی آہستگی سے شاہلوس کو زمین پر ڈال دیا۔ لوگ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عنبر کی طرف دیکھ رہے تھے۔ وہ چپ تھے۔ ان کے ہونٹوں پر تو گویا خاموشی کی مہر لگ گئی تھی۔

عنبر نے کہا:

"دفع ہو جا۔ آئندہ کسی کمزور پر ہاتھ نہ اٹھانا۔"

شاہلوس لڑکھڑاتا ہوا ایک طرف چل دیا۔ مجمع بھی بکھر گیا۔ عنبر نے بوڑھے کو اٹھایا اور دوکان کی طرف بڑھ گیا۔

بوڑھے نے کہا:

"دیوتاؤں کا شکر ہے انہوں نے تمہیں میری مدد کے لیے بھیجا۔ ورنہ ظالم شاہلوس مجھے ہلاک کر ڈالتا۔"

عنبر نے کہا:

"اے بزرگ۔ تجھے میرے ایک خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ جو زمین و آسمان کا مالک ہے جو عزت دیتا ہے ان لوگوں کو جو اس کے مستحق ہوتے ہیں اور ذلت دیتا ہے انہیں جو بُرے کام کرتے ہیں۔ پتھر کے بت جنہیں خود انسان تراشتے ہیں کسی کو کچھ نہیں دے سکتے۔ کسی کی مدد نہیں کر سکتے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



بوڑھا گھبرا گیا۔ اس نے کہا:

"اے بہادر نوجوان ۔۔۔ ایسا نہ کہو ورنہ دیوتا تجھ سے طاقت چھین لیں گے۔"

عنبر نے کہا:

"اے بزرگ ۔ تم غلطی پر ہو۔ پتھر سے بنے دیوتا کسی سے کچھ نہیں چھین سکتے اور نہ کسی کو کچھ دے سکتے ہیں۔ ایک خدا کی عبادت کرنے والے نہ جھوٹ بولتے ہیں نہ کسی کو نقصان نہیں پہنچاتے، نفرت، حسد، غیبت اور دوسرے برے کاموں سے بچتے ہیں۔"

بوڑھے نے پوچھا:

"کیا تمہارے خدا کا کوئی بت نہیں ہے؟"

عنبر نے کہا:

"نہیں ۔۔۔ میرے خدا کا کوئی بت نہیں۔ اس کے ماننے والے بت شکن ہوتے ہیں۔ وہ بتوں کو پوجتے نہیں انہیں توڑتے ہیں۔"

بوڑھے نے حیرانگی سے پوچھا:

"اچھا ۔۔۔ تو پھر تم اپنے خدا کی عبادت کس طرح کرتے ہو؟"

عنبر نے مسکرا کر جواب دیا۔

"برے کاموں سے بچ کر، لوگوں کے دکھ دور کر کے۔ ایک



خدا کو، جو عظیم ہے رحم کرنے والا ہے اسے ماننے والے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔ اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہیں۔ مشکل وقت میں صرف خدا سے مدد چاہتے ہیں۔ جو دلوں کا حال جانتا ہے۔"

بوڑھا، عنبر کی باتوں سے متاثر نظر آ رہا تھا۔ وہ اس وقت دکان میں بیٹھے تھے۔ یکایک بوڑھا اس طرح چونک اٹھا جیسے اسے کوئی بات یاد آ گئی ہو۔ وہ خوف زدہ نظر آنے لگا اس نے کہا:

"اے بہادر نوجوان ۔۔۔ تو یہاں سے بھاگ جا ۔۔۔ شاہ بوس ضرور اپنے ماموں کے پاس گیا ہو گا۔ جو شہر کا گورنر ہے۔ رومی سپاہی آ کر تجھے پکڑ لیں گے اور ہلاک کر دیں گے۔"

عنبر نے کہا:

"فکر مت کر اے بزرگ ۔۔۔ وہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔"

ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ بازار گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سے گونج اٹھا۔ بوڑھے نے ہانپتے ہوئے خوف زدہ لہجے میں کہا:

"بھاگ جا اے بہادر نوجوان ۔۔۔ ظالم رومی سپاہی آ رہے ہیں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



عنبر نے کہا:

"اے بزرگ — میری فکر چھوڑ۔ تو پچھلے دروازے سے نکل جا۔ میں خود ہی ان سے نبٹ لوں گا۔"

عنبر نے بوڑھے کو پچھلے دروازے سے نکال دیا اور خود دکان کے باہر بیٹھ کر بڑے مزے سے نان کھانے لگا۔

چند لمحے بعد ظالم رومی سپاہیوں کا دستہ نمودار ہوا۔

بازار اب خالی ہو چکا تھا۔ دکان داروں نے اپنی دکانیں بند کر لی تھیں۔ ظالم رومی سپاہی گھوڑوں پر سوار تلواریں نیزے لہراتے عنبر کے پاس پہنچ گئے۔ شاہلوس ان کے ساتھ تھا۔

اس نے چلا کر کہا:

"گرفتار کر لو اس کتے کے بچے کو۔"

عنبر کو غصہ آگیا۔ باپ کو گالی وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

اس نے کہا:

"تجھے ابھی پتہ چل جاتا ہے کہ کتے کا بچہ کون ہے۔"

عنبر نے لمبی چھلانگ لگائی اور شاہلوس پر جا گرا۔

شاہلوس گھوڑے سے گر گیا۔ عنبر نے گریبان سے پکڑ کر اسے کھڑا کیا اور پوری طاقت سے مکا شاہلوس کے سر



پر مارا۔ شاہلوس پٹخنیاں کھاتا ہوا دور جا گرا۔ اس کے حلق سے بس "تیں" کی ایک آواز نکل سکی۔

شاہلوس کا بھینے جتنا سر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا۔ بھیجہ منہ اور ناک کے راستے باہر نکل آیا تھا۔ وہ کسی دُم کٹی چھپکلی کی طرح زمین پر پڑا تڑپ رہا تھا۔

◎

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



# جالینوس اور عنبر

رومی سپاہیوں نے جب یہ دیکھا کہ عنبر نے شاہلوس کو مار ڈالا ہے تو وہ تلواریں سونت کر چلاتے ہوئے عنبر پر حملہ آور ہو گئے۔ ایک رومی سپاہی نے آگے بڑھ کر تلوار کا بھرپور وار کیا۔

تلوار لہراتی ہوئی عنبر کی گردن پر پڑی اور دو ٹکڑے ہو گئی۔ سپاہی کی تو آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ تلوار کا یہ وار کسی انسان کی گردن اڑا دیتا مگر یہاں تو معاملہ ہی اُلٹا تھا۔ تلوار کے ہی ٹکڑے ہو گئے تھے۔ سپاہی کو غش آ گیا وہ کھڑے کھڑے دھم سے زمین پر گرا اور بے ہوش ہو گیا۔

دوسرے سپاہی نے پوری طاقت سے نیزہ عنبر کے سینے پر مارا۔ نیزہ ٹوٹ گیا۔

ایک سپاہی چلایا:

"یہ کوئی جادوگر ہے اسے زنجیروں میں جکڑ کر گورنر کے پاس لے چلو۔"



اس سپاہی کا یہ کہنا تھا کہ چھ سات سپاہیوں نے جو گھوڑوں پر سوار تھے۔ موٹی زنجیروں سے بنا جال عنبر پر پھینکا۔ اور اسے جکڑ لیا۔

عنبر چاہتا تو بڑی آسانی سے زنجیروں کو توڑ دیتا مگر اس نے ایسا نہ کیا۔ اس نے سوچا دیکھیں گورنر کیا کرتا ہے۔ سپاہی عنبر کو گھوڑے پر لاد کر چل دیئے۔

شاہلوس کی لاش زمین پر پڑی تھی۔ ظلم کرنے والے کا یہی انجام ہوتا ہے جو بُرے کام کرتا ہے۔ اس کا انجام بھی بُرا ہوتا ہے۔

سپاہی، عنبر کو ہمراہ لیے گورنر کے محل پہنچ گئے۔ محل بڑا خوبصورت تھا۔ زنجیروں کے جال میں جکڑے عنبر کو گورنر کے سامنے پیش کیا گیا۔

گورنر کا دربار بڑا شاندار تھا۔ یہ قدیم طرز پر بنا ایک بڑا ہال کمرہ تھا۔ بلند و بالا ستون شاہانہ وقار سے منقش چھت کو سہارا دیئے ہوئے تھے۔ فرش پر گہرے سبز رنگ کا پھول دار قالین بچھا ہوا تھا۔ دیواروں پر مشعلیں لگی ہوئی تھیں جن میں چربی جل رہی تھی۔

جگہ جگہ رومن سپاہی تلواریں سونتے کھڑے تھے۔ وہ بالکل خاموش اور بتوں کی طرح ساکت کھڑے تھے۔ ہال کی سامنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



والی دیوار کے ساتھ تخت تھا جو مور کی شکل کا تھا۔ تخت میں کئی رنگوں کے ہیرے جڑے ہوئے تھے جو جگمگ جگمگ کر رہے تھے۔

تخت پر ایک موٹا رومن بیٹھا ہوا تھا۔ وہ رومن طرز کا کھلا لباس پہنے ہوئے تھا اس کے سر پر تاج تھا جس میں مور کے پروں کے علاوہ ہیرے جڑے ہوئے تھے۔ یہ گورنر کے تخت کے دائیں بائیں دو غلام کھڑے تھے جن کے ہاتھوں میں مورچھل تھے۔

تخت کے دونوں طرف دو کرسیاں تھیں ایک کرسی پر لمبی داڑھی والا ایک بوڑھا بیٹھا تھا دوسری کرسی پر گوشت کا پہاڑ بیٹھا تھا۔ اسے گوشت کا پہاڑ کہنا ہی مناسب ہے۔ وہ ہاتھی جیسا موٹا تازہ تھا۔ اس نے لوہے کا لباس پہن رکھا تھا

عنبر کو گرفتار کر کے لانے والے سپاہی گورنر کے آگے نصف جھکے پھر ایک نے کہا:

"عالی جاہ ۔ اس باغی نوجوان نے آپ کے بھانجے شاموس کو ہلاک کر دیا ہے۔"

گورنر کا چہرہ غیض وغضب کی تصویر بن گیا۔ اس نے عنبر کو کچا چبا جانے والی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا:



"اے بدبخت نوجوان ۔ تو کون ہے؟"

عنبر نے اپنے بدن کو زور سے جھٹکا دیا۔ زور دار جھنکار کے ساتھ زنجیریں ٹوٹ کر فرش پر آ رہی تھیں۔ گورنر نے آگے کو جھک کر بڑے غور سے عنبر کو دیکھا۔

عنبر نے کہا:

"تیرے بھانجے نے مجھے گالی دی اور میں نے اسے مٹا دیا۔"

گورنر نے سرسراتی آواز میں کہا:

"تو بڑا بہادر معلوم ہوتا ہے۔ میں بہادروں کی قدر کرتا ہوں میں تیرا امتحان لوں گا اگر تو اس میں کامیاب رہا تو تیری جان بخشی کر دی جائے گی۔"

عنبر کے جی میں آیا کہ اس احمق گورنر سے کہے کہ تو مجھے کیا مارے گا اپنی جان کی خیر منا۔ مگر اس نے کچھ سوچ کر کہا:

"ٹھیک ہے میں تیار ہوں"

گورنر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے کہا:

"ابھی پتہ چل جاتا ہے کہ تو کتنا بہادر ہے۔ لیکن یہ سن لے کہ میں بزدلوں کی کھال کھنچوا کر اس میں بھس بھروا دیتا ہوں۔"

عنبر کچھ کہنے کی بجائے خاموش رہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



گورنر، عنبر، بوڑھا اور گوشت کا پہاڑ نما شخص، سپاہیوں کے ہمراہ محل سے ملحق ایک بڑے میدان میں پہنچے۔ اس میدان میں ایک بڑا اکھاڑہ بنا ہوا تھا۔ اکھاڑے کے پاس ایک بہت بڑا گرز پڑا ہوا تھا۔ جو تیز دھوپ میں چمک رہا تھا۔ گرز کے ساتھ لوہے سے بنا ایک بہت بڑا تیر کمان پڑا تھا۔

گورنر نے گوشت کے پہاڑ نما شخص سے کہا:

"اے جالینوس۔ اس نوجوان کو اپنی طاقت کا مظاہرہ دکھا۔"

جالینوس کا بھاڑ سا منہ کھلا۔

اس نے کہا:

"جو حکم میرے آقا۔"

وہ کسی دیو کی طرح جھومتا ہوا اکھاڑے کی طرف بڑھا۔ فولاد سے بنے ٹنوں وزنی گرز پر جھک کر اس نے عنبر کی طرف دیکھا اور دونوں ہاتھوں سے گرز اٹھا لیا اور گھما کر پھینکا۔

فولادی گرز فضا میں گھومتا ہوا خاصے فاصلے پر گرا۔ زور دار آواز پیدا ہوئی۔ زمین کانپ اٹھی تھی۔ جہاں فولادی گرز گرا تھا۔ وہاں ایک گڑھا سا بن گیا تھا۔ اب



جالینوس نے کمان اٹھائی۔ کمان کا چلّا موٹے رسّے سے بھی موٹا تھا۔ اور اس میں جو تیر استعمال ہوتا تھا۔ وہ نیزے جتنا لمبا اور موٹا تھا۔

جالینوس نے کمان کا چلا کھینچا۔ ایسا کرتے ہوئے اس کا چہرہ ٹماٹر کی طرح سرخ ہوگیا۔ گردن کی رگیں پھول گئیں اور بازوؤں کے پٹھے پھڑکنے لگے۔ چلا کھینچ کر جالینوس نے تیر چڑھایا اور چھوڑ دیا۔

سنسناتا ہوا تیر، برگد کے ایک بڑے درخت کے موٹے تنے میں لگا اور اسے چیرتا ہوا گزر گیا۔ جالینوس نے کمان رکھ دی اور عنبر کی طرف دیکھنے لگا۔

گورنر نے کہا:

"اے نوجوان۔ گرز اٹھا کر واپس اکھاڑے تک لا اور کمان میں دوسرا تیر چڑھا کر چلا۔"

عنبر کے لیے کیا مشکل تھی۔ عنبر بڑے اطمینان سے گرز کی طرف بڑھا۔ گرز کے پاس پہنچ کر عنبر نے جھوٹ موٹ ایسا کرنے لگا جیسے گرز بہت وزنی ہے اور اس سے اٹھایا نہیں جا رہا۔ جالینوس نے یہ دیکھ کر زبردست قہقہہ لگایا۔ یوں لگا جیسے بادل گڑگڑا بھر آئے۔ وہ عنبر

جالینوس نے کہا:          وہ ہانپنے لگا تو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"اس گرز کو اٹھانا تو کیا ہلانا بھی بچوں کا کھیل نہیں ہے۔"

عنبر نے یہ سنتے ہی ایک جھٹکے سے گرز اُٹھا لیا اور اسے سر کے اوپر لے جا کر ہوا میں چکر دینے لگا۔ جالینوس کے قہقہے گم ہو گئے۔ گورنر کی آنکھیں بھی پھیل گئی تھیں۔ عنبر گرز کو ہوا میں اچھالتا ہوا اکھاڑے کے پاس آیا اور اسے واپس اس کی جگہ پر رکھ کر کمان اُٹھا لی۔

چلّا کھینچ کر تیر چڑھایا اور چھوڑ دیا۔ تیر برگد کے اسی بڑے درخت کی جڑ کے پاس لگا اور زمین میں دھنستا چلا گیا۔ کڑکڑ کی بھیانک آواز کے ساتھ درخت زمین پر آ رہا تھا۔

عنبر نے کمان رکھ کر جالینوس کی طرف دیکھا اور مسکرا دیا۔ گورنر نے کہا:

"اے نوجوان! تو واقعی بہادر ہے۔ آج سے پہلے جالینوس کے علاوہ کوئی یہ دونوں کام نہیں کر سکا۔ اب تجھے آخری امتحان سے گزرنا ہے۔ تم دونوں ایک، دوسرے کی کلائی پکڑ کر اسے مروڑ کر زمین سے لگانے کی کوشش کرو گے۔ ہار گئے تو تمہیں قتل کرا دوں گا۔"

زور دار آواز پ… فولادی گرز گرا تھا، یہ سنتے ہی لوہے کا لباس اُتار دیا۔ اور لیٹ گیا۔ عنبر اس کے مقابلے میں



آ گیا۔ اکھاڑے کی بھربھری مٹی میں کہنیاں جما کر دونوں نے ایک دوسرے کا پنجہ تھام لیا۔

عنبر کے پنجے میں پنجہ ڈالتے ہی جالینوس کو آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو گیا۔ اسے یوں لگا جیسے اس کا ہاتھ فولادی شکنجے میں آ گیا ہو۔

عنبر نے کہا:

"پہلے تم زور لگاؤ ورنہ تمہیں حسرت ہی رہے گی۔"

جالینوس نے دانت کچکچائے اور زور لگانا شروع کیا۔ گورنر اور دوسرے سپاہی بڑے غور سے دیکھ رہے تھے۔ سپاہیوں کا خیال تھا کہ جالینوس عنبر کو نیچا دکھا دے گا۔ اور عنبر کی کلائی توڑ دے گا۔ مگر جالینوس کی تو جان عذاب میں آئی ہوئی تھی۔

وہ اپنی پوری طاقت لگا رہا تھا۔ اور بلاشبہ یہ طاقت کسی افریقی ہاتھی کو گرا سکتی تھی۔ مگر جالینوس کی بدقسمتی کہ اس کا مقابل عنبر تھا جو پانچ ہزار سال سے زندہ تھا۔

عنبر نے مسکرا کر کہا:

"اچھی طرح زور لگاؤ۔"

جالینوس کے ماتھے پر پسینے کے قطرے ابھر آئے۔ وہ عنبر کی کلائی کو ہلا تک نہیں سکا تھا۔ جب وہ ہانپنے لگا تو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



عنبر نے کہا:

"لو سنبھلو۔ اب میں زور لگاتا ہوں"

پھر گورنر اور سپاہی یہ دیکھ کر دنگ رہ گئے کہ عنبر نے ایک ہی جھٹکے میں جالینوس کی کلائی زمین سے لگا دی۔ شکست خوردہ جالینوس کا سر جھک گیا۔

عنبر اُٹھ کھڑا ہوا۔ گورنر نے اس کے کندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا:

"اے نوجوان تو واقعی بہادر ہے۔ آج سے تو میرا محافظِ خاص ہے"

جالینوس نے سر اٹھا کر عنبر کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں حسد تھا۔ پہلے وہی گورنر کا محافظِ خاص تھا۔ جالینوس نے اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ وہ عنبر کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔

◎

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk



# مجھے عنبر کا سر چاہیے

جالینوس نے گورنر کے محل سے واپس اپنے گھر پہنچتے ہی شاہی جلاد کو بلا بھیجا۔ جلاد اور وہ آپس میں گہرے دوست تھے۔ شاہی جلاد جالینوس کا پیغام سنتے ہی آ پہنچا۔

توے کی طرح کالا رنگ، لمبے لمبے زرد دانت، گھنگھریالے بال اور کانوں میں سونے کی بڑی بڑی بالیاں، کمر کے گرد چمڑے کی موٹی بیلٹ بندھی ہوئی تھی جس میں چمکتا خنجر لگا ہوا تھا۔ لفظ "جلاد" جتنا خوفناک تھا حلیہ اس سے زیادہ بھیانک تھا۔

دونوں ایک کمرے کو اندر سے بند کر کے بیٹھ گئے۔

جلاد نے کہا:

"کیا بات ہے دوست۔ تم کچھ پریشان ہو؟"

جالینوس نے کہا:

"شہر میں ایک شخص عنبر آیا ہے اس نے مجھے شکست دے کر گورنر کے محافظِ خاص کا عہدہ حاصل کر لیا ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



جلاّد نے حیران ہو کر اس کی طرف دیکھا اور کہا:

"تمہیں شکست دے دی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے تم مذاق کر رہے ہو۔"

جالینوس نے کہا:

"یہ حقیقت ہے جو جلد ہی سارے شہر کو معلوم ہو جائے گی۔ ذرا سوچو اگر میں محافظِ خاص نہ ہوا تو تم جن مجرموں کو میری مدد سے آزاد کرا کے لمبی رقمیں حاصل کرتے ہو ان سے محروم ہو جاؤ گے۔"

جلاّد بڑا لالچی شخص تھا۔ دولت کی خاطر اس نے بے شمار لوگوں کو ہلاک کیا تھا اور کئی خطرناک مجرموں کو قید خانے سے آزاد کرا دیا تھا۔ دولت کمانے کا راستہ بند ہوتے دیکھ کر وہ غصّے میں آ گیا اور بولا:

"میں اس شخص کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

جالینوس نے خوش ہو کر کہا:

"میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ تم آج رات زہریلے خنجر سے اسے ہلاک کر دو۔ وہ شاہی مہمان خانے میں ٹھہرا ہے۔"

یہ کہہ کر جالینوس نے گلے سے سونے کا ایک قیمتی ہار اتارا اور جلاّد کے حوالے کرتے ہوئے کہا:

"اس شخص عنبر کو مار ڈالو میں تمہیں ایسا ہی ایک اور ہار



دوں گا۔ مجھے عنبر کا سر چاہیے۔"

"میں آج رات اس عنبر کے بچّے کا سر کاٹ لاؤں گا بس تم اسے مردہ سمجھو۔"

جالینوس نے جواباً زور دار قہقہہ لگایا اسے یقین تھا کہ جلاد جو کہہ رہا ہے اس پر عمل بھی کرے گا اور عنبر اس کے ہاتھوں سے بچ نہ سکے گا۔

اِدھر گورنر رات گئے تک گورنر کے ساتھ رہا پھر مہمان خانے میں چلا آیا۔ یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ عنبر کو سونے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی اسے بھوک پیاس لگتی ہے مگر کبھی کبھی وہ سکون حاصل کرنے کے لیے سو جاتا ہے۔

اس رات بھی عنبر اپنے کمرے میں آ کر پلنگ پر لیٹ گیا۔ کچھ دیر لیٹا وہ ماریا اور ناگ کے بارے میں سوچتا رہا کہ وہ کہاں ہوں گے اور کس حال میں ہوں گے پھر وہ اٹھا۔ کھڑکی کھول دی اور مشعل بجھا کر پلنگ پر لیٹ گیا۔ کمرے میں کھڑکی کے راستے چاند کی مدہم روشنی آنے لگی۔ عنبر کچھ دیر پلنگ پر لیٹا کروٹیں بدلتا رہا پھر اس کی آنکھ لگ گئی۔

رات جب آدھی ہو گئی تو جلاّد اپنے گھر سے نکل آیا۔ اس کی کمر سے زہر میں بجھا تیز دھار والا خنجر لگا ہوا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



اس لئے اپنے سر پر کالے کپڑے کا غلاف چڑھایا ہوا تھا، جس میں آنکھوں کی جگہ دو سوراخ تھے۔

ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا۔ جلاد شاہی محل خانے پہنچ گیا۔ مہمان خانے کے باہر پہرے دار موجود تھے۔ جلاد ان کی نظروں میں آئے بغیر اندر داخل ہونا چاہتا تھا۔ اور اس مقصد کے لیے وہ رسہ ساتھ لایا تھا۔ مہمان خانے کے پچھلے حصے میں پہنچ کر اس نے رسے کے ایک سرے پر گرہ لگا کر اسے چھت کی طرف اچھالا۔

جلاد کو اس کام میں خاص مہارت تھی۔ گرہ چھت پر لگی سلاخوں میں سے ایک میں پھنس گئی۔ جلاد نے رسہ کھینچ کر مضبوطی کا اندازہ کیا اور بندر کی طرح اوپر چڑھنے لگا۔

چھت پر پہنچ کر وہ زینے کے راستے نیچے آیا۔ اور عنبر کے کمرے کے باہر پہنچ گیا۔ دروازہ اندر سے بند نہیں تھا جلاد نے بڑی احتیاط سے دروازہ کا ایک پٹ کھولا اور بلی کی طرح پنجوں کے بل کمرے میں داخل ہو گیا۔

سامنے پلنگ پر عنبر سو رہا تھا۔

جلاد نے کمر سے بندھا خنجر نکال لیا اور پلنگ کے پاس پہنچ گیا۔ خنجر کے دستے کو مضبوطی سے پکڑ کر جلاد نے خنجر فضا میں بلند کیا اور پوری طاقت سے نیچے لایا۔ خنجر عنبر کے



سینے میں دھنستا چلا گیا۔

عنبر کی آنکھ کھل گئی۔ جلاد نے پھرتی سے ایک وار اور کیا اور واپس بھاگ کھڑا ہوا۔ عنبر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ خنجر بھلا اس کا کیا بگاڑ سکتا تھا۔ اس نے اپنے سینے کی طرف دیکھا جو لباس اس نے پہن رکھا تھا وہ اس میں ایک لمبا سوراخ نظر آ رہا تھا۔ عنبر مسکراتا ہوا دوبارہ لیٹ گیا۔

اِدھر جلاد وہاں سے سیدھا جالینوس کے گھر پہنچا۔ جالینوس بے تابی سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔ جلاد نے جب اسے بتایا کہ وہ عنبر کو ہلاک کر آیا ہے تو جالینوس کھل اٹھا۔ اس نے جلاد کو گلے سے لگا لیا اور کہا:

"تم واقعی میرے بہترین دوست ہو۔"

جلاد نے ڈینگیں مارتے ہوئے کہا:

"یہ تو کوئی کام ہی نہیں تھا تم حکم کرو تو ہزار عنبروں کو مار آؤں۔ اچھا اب دوسرا ہار نکالو۔"

جالینوس نے گلے سے ہار اتارتے ہوئے کہا:

"کسی نے تمہیں دیکھا تو نہیں تھا؟"

جلاد قہقہہ مار کر ہنسا۔

اُس نے کہا:

"دوست جالینوس۔ میں بچہ نہیں ہوں۔ سب کام دیکھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



بحال کر کیا تھا۔ عنبر تو دو وار ہی سے آواز نکالے بغیر ڈھیر ہو گیا تھا۔ تم بالکل بے فکر ہو جاؤ۔"

جالینوس نے جھینپ کر کہا:

"میں تو ایسے ہی پوچھ رہا تھا۔ یہ لو ہار۔ اب تم چلے جاؤ صبح گورنر کے محل میں ملاقات ہو گی۔"

جلاد ہار لے کر چلا آیا۔ اپنے گھر پہنچ کر اس نے خنجر نکالا کہ اس پر لگا خون وغیرہ صاف کر دے مگر یہ دیکھ کر وہ بڑا حیران ہوا کہ خنجر پر خون کا قطرہ تک نہ تھا۔ جلاد احمقوں کی طرح خنجر کو دیکھتا رہ گیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ چکر کیا ہے بہرحال اس نے خنجر ایک طرف رکھا اور سو گیا۔

اگلی صبح جالینوس اور جلاد، گورنر کے دربار میں موجود تھے دربار لگا ہوا تھا۔ سارے عہدے دار موجود تھے۔ صرف گورنر کے تخت کے دائیں طرف پڑی کرسی خالی تھی جس پر عنبر کو بیٹھا ہوا ہونا چاہیے تھا۔

جالینوس تو یہی سمجھ رہا تھا کہ عنبر مر چکا ہے۔ ابھی جب گورنر کو اس بات کی اطلاع ملے گی تو وہ دوبارہ اسے اپنا محافظ بنا دے گا اور کرسی اسے واپس مل جائے گی۔



وہ انہی سوچوں میں گم تھا کہ چوبدار نے عنبر کے آنے کی اطلاع دی۔ اس کے ساتھ ہی عنبر مسکراتا ہوا ہال میں داخل ہوا۔ جالینوس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے جب کہ جلاد کا تو یہ حال تھا کہ کاٹو تو لہو نہیں۔ وہ عنبر کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے وہ کسی دوسرے سیارے سے آئی ہوئی مخلوق ہو۔

عنبر، گورنر کو تعظیم دینے کے بعد اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ جالینوس اور جلاد کے چہروں کے اڑے ہوئے رنگ دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ رات اسے ہلاک کرنے کی کوشش کس نے کی تھی اور کیوں کی تھی۔

دربار شروع ہونے کے تھوڑی دیر بعد جلاد تو طبیعت خراب ہونے کا بہانہ کر کے نکل گیا۔ کچھ دیر بعد جالینوس بھی کھسک گیا اور سیدھا جلاد کے گھر پہنچا۔

وہاں جلاد سر پکڑے بیٹھا تھا۔ جالینوس نے آگ بگولا ہو کر کہا:

"تو نے مجھے دھوکہ دیا ہے۔ مجھ سے دولت اینٹھنے کے لیے مجھ سے جھوٹ بولا۔ میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

جلاد نے دہشت زدہ آواز میں کہا:

"میرے دوست۔ میں تجھے کس طرح دھوکہ دے سکتا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ہوں ۔ وہ عنبر کوئی بد روح ہے ــــ تم جانتے ہو کہ میری
ساری زندگی انسانوں کو ہلاک کرتے گزری ہے ۔ میں آنکھیں
بند کر کے بھی وار کروں تو نشانے پر لگتا ہے مگر عنبر خنجر
کے وار کھانے کے باوجود زندہ رہا۔"

جالینوس کو جلاد کی بات پر یقین آ گیا ۔

اس نے کہا:

"یہ کس طرح ممکن ہے؟"

جلاد نے کہا:

"یہ میں نہیں جانتا مگر دیوتاؤں کی قسم کھا کے کہہ سکتا
ہوں کہ ایسا ہوا ہے؟"

جالینوس نے سوچتے ہوئے کہا:

"ہو سکتا ہے عنبر کوئی جادوگر ہو ــــ یقیناً ایسا ہی ہے۔
ورنہ اتنے دُبلے پتلے جسم کا مالک عنبر ٹنوں وزنی لوہے کا
گرز کس طرح اٹھا لیتا؟"

جلاد نے کہا:

"اب کیا ہوگا ۔ اگر وہ واقعی جادوگر ہے تو ہمیں
بھسم کر دے گا۔"

جالینوس نے کہا:

"گھبراؤ مت ــــ میں ابھی نجومی کو بلواتا ہوں ۔ وہ



عنبر کا زائچہ بنا کر بتائے گا کہ عنبر کون ہے کس طرح
مر سکتا ہے۔"

جالینوس نے فوراً ایک خادم کو نجومی کی طرف
روانہ کر دیا !!

◎

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



# نجومی کا کمال

نجومی آ گیا۔

یہ ایک بوڑھا آدمی تھا جس نے سفید لباس پہن رکھا تھا۔ اس کی لمبی داڑھی اور سر کے بال لباس کی طرح سفید تھے۔ اس کی بغل میں لکڑی کی ایک صندوقچی دبی ہوئی تھی۔

جالینوس نے کہا:

"اے معزز راہب — تو علمِ نجوم کا ماہر ہے۔ مجھے ایک شخص عنبر کے بارے میں معلوم کرنا ہے کہ وہ کون ہے وہ اس وقت گورنر کا محافظ خاص ہے۔"

نجومی راہب نے صندوقچی کھولتے ہوئے کہا:

"اے بہادر جالینوس۔ دیوتا تجھ پر رحمتیں نازل کریں۔ میں کوشش کرتا ہوں۔"

نجومی نے صندوقچی سے درخت کی چھال، سیاہی کی دوات اور کبوتر کے پر کا قلم نکالا اور درخت کی چھال پر کچھ لکھنے لگا۔ خاصی دیر تک وہ اپنے کام میں لگا رہا —



جالینوس نے جلاد بے چین نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔ پھر جب نجومی راہب نے گہری سانس لے کر سر اٹھایا تو اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار تھے۔ وہ بولا:

"تعجب ہے۔"

جالینوس نے بے تابی سے کہا:

"اے معزز راہب۔ تمہارا علم کیا بتاتا ہے؟"

نجومی راہب نے کہا:

"مجھے اپنے علم پر بھروسہ ہے مگر بات ایسی ہے کہ یقین نہیں آتا۔"

جلاد نے تیز لہجے میں کہا:

"اے نجومی۔ کچھ بتا بھی تو۔ بات ہے کیا؟"

نجومی راہب بولا:

"اے جالینوس۔ تجھے پتہ ہے کہ میرا علم مکمل ہے اور میرا علم بتاتا ہے کہ یہ شخص عنبر روئے زمین کا انوکھا انسان ہے۔ وہ فرعون عاطون کا بیٹا ہے اور پانچ ہزار برس سے زندہ چلا آ رہا ہے۔ موت اسے کبھی نہیں آئے گی۔ وہ ہمیشہ کی زندگی کا مالک ہے۔"

جالینوس اور جلاد حیرت زدہ رہ گئے۔

جالینوس کے حلق سے سرسراتی آواز نکلی:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"معزز راہڑ — کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟"

"مجھے تجھ سے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے۔ کیا پہلے کبھی میری کوئی بات غلط ثابت ہوئی ہے؟"

جالینوس نے کہا:

"ٹھیک ہے مگر اس عنبر کے بچے کو قابو کرنے کا کوئی طریقہ بھی ہے؟"

راہڑ نجومی نے جواب دینے کی بجائے دوبارہ قلم سنبھال لیا اور درخت کی چھال پر کچھ لکھنے لگا۔ چند منٹ بعد اس نے کہا:

"عنبر کو قابو کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اسے کسی گہرے کنویں میں گرا دیا جائے۔ یہی عنبر کی کمزوری ہے کہ وہ کنویں سے کسی کی مدد کے بغیر نہیں نکل سکتا۔"

جالینوس نے راہڑ نجومی کو انعام دے کر اور یہ بات کسی کو بتانے کا نہ کہہ کر روانہ کر دیا۔ نجومی کے چلے جانے کے بعد جلاد اور وہ یہ سوچنے لگے کہ عنبر کو کس طرح گہرے کنویں میں پھینکا جائے۔

ان دونوں کو اسی فکر میں مبتلا چھوڑ کر ہم ناگ کی خبر لیتے ہیں کہ وہ کہاں ہے۔

یہ تو آپ پڑھ چکے ہیں کہ ناگ بغداد میں دریائے دجلہ



کے پار ایک کچے راستے پر عنبر کے نام پیغام لکھ کر اپنے دوست ثاقان ڈاکو کے ساتھ دمشق کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ ابھی وہ بغداد کی سرحد سے بھی نہ نکلے تھے کہ تاریخ نے دو سو برس پیچھے کی طرف جھٹکا کھایا اور تیز کالی آندھی چلی۔

ناگ، تیز آندھی میں تنکے کی طرح اڑ رہا تھا۔ رات کا وقت تھا ناگ سمجھ گیا کہ تاریخ نے پیچھے کی طرف چھلانگ لگائی ہے۔ اس نے سوچا عنبر اور ماریا تاریخ کی اس چھلانگ سے نجانے کہاں کہاں پہنچ گئے ہوں گے۔

خاصی دیر کے بعد کالی آندھی تھمنے لگی۔ اور اندھیرا چھٹنے لگا۔ ناگ نے نیچے کی طرف دیکھا۔ دور تک پانی موجیں مار رہا تھا۔ ناگ انسان کے روپ میں تھا اور تیزی سے دریا کی طرف جا رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ دریا میں گرتا۔ اس نے گہری سانس لی اور سفید عقاب بن کر دریا پر اڑنے لگا۔

رات کا وقت تھا۔ چاند اور ستارے چمک رہے تھے۔ ناگ اڑتا ہوا آگے بڑھتا جا رہا تھا ابھی تک وہ یہ اندازہ نہ لگا پایا تھا کہ وہ کس ملک میں آ نکلا ہے۔

ناگ عقاب کی شکل میں پرواز کرتا چلا جا رہا تھا کہ اسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



دریا کی سطح پر ایک شعلہ سا نظر آیا۔ جو ادھر اُدھر ڈول رہا تھا۔ ناگ نے غوطہ لگایا اور نیچے آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ مضبوط تنکوں سے بنا ایک بڑا ٹوکرا دریا کی لہروں پر ڈولتا ہوا۔ دریا کے بہاؤ پر چلا جا رہا ہے۔ اس ٹوکرے کے اوپر ایک لالٹین بندھی ہوئی تھی جس میں کسی جانور کی چربی جل رہی تھی۔

ناگ بڑا حیران ہوا کہ اس ٹوکرے میں کیا ہے اور یہ کہاں جا رہا ہے۔ اس نے سوچا دیکھنا چاہیے کہ معاملہ کیا ہے۔ بس یہ سوچ کر وہ گہری سانس لے کر انسان بن گیا اور دریا میں گر کر ٹوکرے کو ساتھ لیے تیرتا ہوا کنارے کی طرف بڑھنے لگا۔ دریا خاصا چوڑا تھا اور بڑی آہستگی سے بہہ رہا تھا۔

ناگ ٹوکرا لیے کنارے پہنچا۔ ایک درخت کے نیچے پہنچ کر اس نے لالٹین کھول کر ٹوکرے کا ڈھکن اٹھایا اور یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ ٹوکرے میں ایک خوب صورت لڑکی بے ہوش پڑی ہے۔ اس نے سرخ رنگ کا دلہنوں والا لباس اور قیمتی زیورات پہن رکھے تھے۔ لڑکی کے ہاتھ اور پاؤں بندھے ہوئے تھے۔ اس کا سر ایک طرف ڈھلکا ہوا تھا اور یوں لگتا تھا کہ وہ سو رہی ہے۔ اس کے سیاہ بال شانوں



پر بکھرے ہوئے تھے۔

ناگ نے لڑکی کو ٹوکرے سے نکالا اس کے ہاتھ پاؤں کھولے۔ اسے زمین پر لٹا کر پانی کے چھینٹے اس کے منہ پر مارے۔ لڑکی کسمسائی اور ناگ کو پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھنے لگی۔ اس کے چہرے پر خوف تھا۔ اس نے سہمی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"تم کون ہو اور میں کہاں ہوں؟"

ناگ نے نرمی سے کہا:

"بہن۔ گھبراؤ مت تم محفوظ ہو مجھے تم اپنا بھائی سمجھو۔ میں نے تمہیں دریا سے نکالا ہے تم اس ٹوکرے میں بند تھیں"

ناگ کے نرم لہجے نے لڑکی پر بڑا اثر کیا۔ اس کا خوف کسی حد تک دور ہو گیا۔

وہ بولی:

"پانی کے دیوتا نے میری قربانی قبول نہیں کی؟"

ناگ نے تعجب سے لڑکی کی طرف دیکھا اور کہا:

"بہن — تم کیا کہہ رہی ہو۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آیا"

لڑکی نے کہا:

"میرا نام پشپا ہے۔ میں برہمن ہوں۔ میرا باپ بڑا دولتمند تھا۔ وہ مندر کی سیڑھیوں سے گر کر مر گیا۔ میری ماں پہلے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ہی مر چکی تھی۔ میرے چچا نے مجھے اکیلا پا کر ساری دولت پر قبضہ کر لیا اور میرے ساتھ نوکروں کا سلوک کرنے لگا۔ شہر کے بڑے مندر کا سب سے بڑا پجاری ہر ماہ شہر کی لڑکیوں میں سے کسی ایک کو پانی کے دیوتا کی بھینٹ چڑھانے کے لیے چلتا ہے۔ پانی کے دیوتا کو ہر مہینے ایک لڑکی کی قربانی اس لیے دی جاتی ہے کہ وہ ناراض نہ ہو اور اپنا قہر سیلاب نہ نازل کرے۔

پانی کے دیوتا کے حضور قربان کرنے کے لیے جو لڑکی منتخب کی جاتی ہے اسے دلہن کا لباس پہنا کر اور ٹوکرے میں بند کر کے رات کے وقت دریا میں ڈال دیا جاتا ہے یہ دریا آگے جا کر دائیں طرف گھومتا ہے اور وہاں دریا کے کنارے بڑا مندر ہے۔ جب ٹوکرا وہاں پہنچ جاتا ہے تو مندر کے پجاری اسے نکال کر لڑکی کو ذبح کر کے اس کے خون سے پانی کے دیوتا کے مجسمے کو غسل دیتے ہیں۔

اس ماہ بڑے پجاری نے قربانی کے لیے مجھے منتخب کیا۔ میرا چچا تو بہت خوش ہوا کہ مجھ سے ہمیشہ کے لیے چھٹکارہ مل جائے گا مگر شکر ہے کہ پانی کے دیوتا نے میری قربانی قبول نہ کی۔"

ناگ نے یہ سن کر کہا:



"اے میری بھولی بہن۔ یہ تمہارا وہم ہے کہ پانی کا دیوتا ہوتا ہے اور اس نے تمہاری قربانی قبول نہیں کی۔ پتھر کا جو بت انسان اپنے ہاتھ سے تراشتا ہے اور جو اپنی ناک سے مکھی نہیں اڑا سکتا وہ دیوتا کیسے ہو سکتا ہے۔"

لڑکی خوف زدہ ہو گئی اس نے لرزتی آواز میں کہا:

"ایسا نہ کہو ورنہ دیوتا تم عذاب نازل کر دیں گے۔"

ناگ نے کچھ نہ کہا۔ ویسے وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ ہندوستان میں آ پہنچا ہے اور یہاں ہندو حکومتوں میں عملی طور پر پنڈتوں اور پجاریوں کی حکومت ہے۔ وہ چاہے سیاہ کریں چاہے سفید انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں۔ ناگ نے اچانک ہی فیصلہ کیا کہ وہ مندر کے مکار بڑے پنڈت کو ضرور سزا دے گا جو نہ جانے کتنی لڑکیوں کی موت کا ذمہ دار ہے۔

اس نے کہا:

"اے میری بھولی بہن۔ میں ٹوکرے میں بیٹھ کر جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ کیا ہوتا ہے۔"

لڑکی گھبرا گئی۔ اس نے کہا:

"بھائی۔ ایسا مت کرنا۔ تم مارے جاؤ گے۔"

ناگ نے کہا:

"میں مسلمان ہوں اور مسلمان کا ایمان ہے کہ زندگی اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



موت خدا کے ہاتھ میں ہے۔ تم یہیں رہنا۔ میں صبح ہونے سے پہلے واپس آ جاؤں گا۔ ویسے تمہاری حفاظت کے لیے میں کسی سانپ کو محافظ مقرر کر دیتا ہوں۔"

لڑکی نے کہا:

"اوئی بھگوان سانپ ـــــ وہ تو مجھے ڈس لے گا مگر ـــ مگر یہاں سانپ ہے کہاں؟"

ناگ نے ہنس کر کہا:

"سانپ تمہیں ڈسے گا نہیں۔ میرے پاس ایسا علم ہے کہ سانپ میرا حکم مانتے ہیں۔ تم آنکھیں بند کرو میں ابھی سانپ کو بلاتا ہوں۔"

لڑکی نے آنکھیں بند کر لیں۔ ناگ کو یقین تھا کہ نزدیکی علاقے میں کوئی سانپ ہو گا۔ اس نے خاموشی کی زبان میں ایک تیز سگنل دیا۔ دریا سے چند فرلانگ کے فاصلے پر زمین کی تہہ میں ایک خطرناک سانپ آرام کر رہا تھا کہ عظیم ناگ دیوتا کے سگنل اس کے جسم سے ٹکرائے۔

سانپ نے اسی وقت جوابی سگنل نشر کیا:

"اے عظیم ناگ دیوتا۔ میں خدمت میں حاضر ہو رہا ہوں۔"

گھوڑا پچھاڑ لمبا اور دھاری دار زہریلا سانپ ہوتا ہے اور دنیا کا سب سے تیز رفتار سانپ ہے۔ جسے ڈس لے



وہ زندہ نہیں بچتا۔ اس سانپ کے متعلق مشہور ہے کہ اگر کسی شہسوار کا تعاقب کرے تو گھوڑے کو آگے نہیں نکلنے دیتا۔ اسی لیے اس خطرناک سانپ کو گھوڑا پچھاڑ سانپ کہا جاتا ہے۔

ناگ کا سگنل پاتے ہی وہ اپنے بل سے نکل آیا تھا اور اب پوری رفتار سے اس طرف آ رہا تھا جدھر سے سگنل آ رہے تھے۔ چند لمحوں میں گھوڑا پچھاڑ سانپ دریا کے کنارے پہنچ چکا تھا۔ وہ ناگ کے آگے بڑے ادب سے سر جھکا کر بیٹھ گیا اور بولا:

"عظیم ناگ دیوتا مہربانی کہ آپ اس علاقے میں تشریف لائے۔ حکم دیجیے غلام حاضر ہے۔"

ناگ نے کہا:

"میں چند گھنٹوں کے لیے یہاں سے جا رہا ہوں تمہیں اس لڑکی کی حفاظت کرنا ہے۔"

گھوڑا پچھاڑ سانپ نے ادب سے کہا:

"جو حکم میرے آقا۔"

یہ کہہ کر گھوڑا پچھاڑ سانپ نے زور دار پھنکار ماری اور پھن نکال کر جھومنے لگا۔ پھنکار سن کر لڑکی نے آنکھیں کھول دیں۔ سانپ کو دیکھ کر اس کے منہ سے چیخ نکل گئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



اور وہ ڈر کر ناگ سے چمٹ گئی اور بولی :

"بھائی۔ یہ تو بڑا خطرناک سانپ ہے۔"

ناگ نے ہنس کر کہا :

"یہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ بلکہ تمہاری حفاظت کرے گا۔ کیوں بھئی تم ایسا کرو گے؟"

گھوڑا پچھاڑ سانپ کا پھن سکڑ گیا۔ اس نے سر جھکایا اور کہا :

"عظیم دیوتا کے حکم کی حرف بحرف تعمیل ہوگی۔"

لڑکی نے سانپ کو ناگ کے آگے جھکتا دیکھا تو بڑی حیران ہوئی۔ ساتھ ہی اسے ناگ کے کہے پر یقین بھی آگیا ناگ نے ٹوکرا اٹھایا اس پر لالٹین باندھی اور ایک طرف چل دیا۔ کچھ دور آ کر اس نے ٹوکرا دریا میں ڈالا۔ ٹوکرا لہروں پر سفر کرنے لگا۔

ناگ نے گہری سانس لی اور چڑیا بن کر اڑتا ہوا ٹوکرے میں داخل ہو گیا۔ ٹوکرے میں گھس کر وہ دوبارہ انسان بن گیا۔ ٹوکرا لہروں پر جھومتا مندر کی طرف بڑھ رہا تھا۔

ادھر مندر کے مہا پجاری کے چیلے چانٹے ٹوکرے کا انتظار کر رہے تھے۔ مہا پجاری نے پانی کے دیوتا کے حضور قربانی دینے کا ڈھونگ رچا رکھا تھا ورنہ حقیقت یہ



تھی کہ وہ مندر کے تہہ خانے میں لڑکی کو قید کر کے کسی بکری کو ذبح کرتا اور اس کے خون سے بالٹی بھر کر دیوتا کے مجسمے کو نہلا دیتا۔

لڑکی کو وہ خفیہ سرنگ کے راستے نکال دیتا اور اس کے ساتھی دوسرے شہر لے جا کر لڑکی کو کسی امیر کے ہاتھ فروخت کر دیتے۔ اس طرح وہ لڑکی کے علاوہ اس کے زیورات بیچ کر رقم بھی حاصل کرتا۔ یہ پجاری بڑا بے رحم اور ظالم تھا اسے صرف دولت سے محبت تھی۔

اس وقت بھی وہ تہہ خانے میں اپنے دو ساتھی پجاریوں کے ساتھ بیٹھا تھا اور ٹوکرے کا انتظار کر رہا تھا۔ پجاری کے چیلے چانٹے دریا پر نظر جمائے بیٹھے تھے کہ انہیں ٹوکرے پر بندھی لالٹین کی روشنی نظر آئی۔ انہوں نے دریا میں چھلانگ لگائی اور تیرتے ہوئے ٹوکرے کی طرف بڑھے۔

ٹوکرا نکال کر اسے اٹھائے چیلے تہہ خانے میں پہنچے۔ پجاری کا چہرہ خوشی سے کھل پڑا اس نے ٹوکرا لے کر ایک طرف رکھا اور چیلوں کو باہر نکال کر تہہ خانے کا دروازہ اندر سے بند کر لیا اور قہقہہ لگا کر اپنے دو ساتھیوں سے کہا :

"لو بھئی آج کا شکار آ گیا ہے۔ یہ لڑکی بہت خوبصورت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ہے اس کے دام زیادہ ملیں گے۔"

مہا پجاری نے قہقہہ مار کر ہنستے ہوئے ٹوکرے کا ڈھکن اٹھایا تو اندر سے ناگ نکل آیا۔ مہا پجاری کی ہنسی رُک گئی۔ اس کے ساتھی بھی دم بخود رہ گئے۔

ناگ نے مسکراتے ہوئے کہا:

"اس بار میں تمہاری قربانی دوں گا۔"

مہا پجاری کو غصہ آ گیا۔ اس نے گرج کر کہا:

"دھوکہ۔ میں تمہیں جلا کر بھسم کر دوں گا۔"

ناگ بولا:

"تمہاری ایسی کی تیسی۔ میں تیری چٹنی بنا دوں گا۔ ظالم آج تو بچے گا نہیں۔"

مہا پجاری نے آگ بگولا ہو کر منتر پڑھنے شروع کیے مگر ناگ پر کیا اثر ہوتا۔ اس نے گہری سانس لی اور ایک دم کالا سانپ بن گیا۔ مہا پجاری اور اس کے دونوں ساتھیوں کے رنگ اُڑ گئے۔

ناگ نے لپک کر مہا پجاری کے ایک ساتھی کی گردن پر ڈس لیا۔ اس کے سارے جسم میں آگ سی دوڑ گئی۔ اس کے ناک اور منہ سے خون بہہ رہا تھا۔ ناگ کے زہر سے وہ کس طرح بچ سکتا تھا۔ دوسرے پجاری اور



مہا پجاری نے بھاگنا چاہا مگر ناگ انہیں جانے کب دیتا۔ دوسرے پجاری کی ٹانگ ناگ کے نشانے میں آ گئی اور ناگ نے دانت گوشت میں گاڑ کر زہر انڈیل دیا۔ وہ چکرا کر گرا اور تڑپنے لگا۔

مہا پجاری کانپتے ہاتھوں سے تہہ خانے کا دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ناگ نے سانپ سے انسان کی شکل اختیار کی اور مہا پجاری کو گردن سے دبوچ لیا۔

مہا پجاری پسینے پسینے ہو رہا تھا۔ وہ ہاتھ جوڑ کر گڑگڑایا:

"اے ناگ دیوتا۔ مجھے معاف کر دے۔"

"تو نے بے شمار لوگوں کے گھر اجاڑے ہیں۔ تم ایک خون خوار درندے ہو۔ میں تمہیں ہرگز معاف نہ کروں گا۔"

پجاری رونے لگا۔ اس نے کہا:

"بھگوان کے لیے میری جان بخش دو۔ میں وعدہ کرتا ہوں پھر بُرا کام نہ کروں گا۔"

ناگ نے لپک کر وہ چھرا اٹھا لیا جس سے پجاری بکری کو ذبح کرتا تھا۔ ناگ نے تیز چھرا پجاری کی آنکھوں کے سامنے لہرایا اور کہا:

میرا یہ اصول ہے کہ جو سانپ بلا وجہ انسانوں کو ڈسنے لگے اسے جلا کر بھسم کر دیتا ہوں۔ تم انسان کے روپ میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ایسا ہی ایک سانپ ہو۔ تمہیں تو میں عبرت ناک موت ماروں گا۔"

پجاری کو موت سامنے نظر آ رہی تھی۔ اس کی ٹانگیں کپکپا رہی تھیں اور منہ سے سسکیاں نکل رہی تھیں۔ ناگ جھٹ سے کالا سانپ بن گیا۔ اس نے بڑی پھرتی سے مہاپجاری کی گردن پر ڈس لیا۔

پجاری نے چیخ مارنا چاہی مگر آواز حلق میں پھنسی رہ گئی۔ اسے اپنے جسم میں گرمی کی تیز رو دوڑتی محسوس ہوئی۔ زبان یوں اکڑ گئی جیسے لکڑی کی ہو۔ جسم کے سارے پٹھے اکڑ گئے تھے۔ وہ دھڑام سے زمین پر آگرا۔

ناگ فوراً انسان کے روپ میں آگیا اور چھرا پکڑ کر مہا پجاری کی آنکھوں کے سامنے لہراتا ہوا بولا:

"تم نے نجانے کتنی لڑکیوں کو قربانی کے بہانے ذبح ڈالا ہے۔ اب میں تمہارے جسم سے بوٹی بوٹی اتاروں گا تم چیخنا اور شور مچانا چاہو گے مگر تمہارے حلق سے کوئی آواز نہ نکل سکے گی۔"

دراصل ناگ نے اپنا خطرناک زہر صرف اتنی مقدار میں مہا پجاری کے جسم میں داخل کیا تھا کہ اس کا جسم سُن ہو کر رہ گیا تھا۔ وہ دیکھ، سن اور محسوس کر سکتا تھا مگر حرکت



نہ کر سکتا تھا۔

ناگ نے خنجر سے مہاپجاری کے سینے سے گوشت کاٹ ڈالا۔ وہاں سے خون بہہ نکلا۔ یہ گندہ خون تھا جس کا بہہ جانا ہی اچھا تھا۔ مہا پجاری کو شدید درد ہو رہی تھی اس نے پوری کوشش کر کے چیخنا چاہا مگر اس کا حلق سوکھ چکا تھا۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس کے گلے میں ہزاروں کانٹوں کا جنگل اُگ آیا ہو۔

ناگ نے قہقہہ لگا کر کہا:

"کیوں بچو! اب مزا آ رہا ہے نا۔ تم ایسے ظالموں کے ساتھ یہی ہونا چاہیے۔"

مہا پجاری کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے اس نے ناگ کی طرف ملتجانہ نگاہوں سے دیکھا اس کی آنکھیں کہہ رہی تھیں:

"بھگوان کے لیے مجھے معاف کر دو۔ میں آئندہ کبھی کسی پر ظلم نہیں کروں گا۔"

لیکن ناگ جانتا تھا کہ ہندو پر کبھی بھروسہ نہیں کرنا چاہیے۔ وہ منہ میں رام رام اور بغل میں چھری دبائے ہوتا ہے۔ بزرگوں نے اسی لیے تو کہا ہے کہ ایک طرف سے بچھو اور دوسری طرف سے ہندو حملہ کر رہا ہو تو پہلے ہندو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



کو مارو۔

ناگ نے خنجر لہرا کر مہا پجاری کی ٹانگ سے گوشت کاٹ لیا اور بولا:

"حرام کا مال کھا کھا کر تم سؤر کی طرح موٹے ہو گئے تھے اب میں تمہاری ساری چربی اتار ڈالوں گا۔ مہا پجاری نے جو کپڑے پہن رکھے تھے وہ خون سے بھر گئے تھے۔ مہا پجاری کو یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی اس کا دل مٹھی میں لے کر مسل رہا ہو۔ آج اسے وہ سارے ظلم یاد آ رہے تھے جو اس نے دوسروں کے ساتھ کیے تھے۔

ناگ نے خنجر اس کے سینے میں پیوست کر دیا۔ خون کا فوارہ وہاں سے اُبل پڑا۔ مہا پجاری یہ وار برداشت نہ کر سکا وہ اپنے ہی خون میں نہا کر مر گیا۔ ہر ظالم کا یہی انجام ہوتا ہے۔ جو دوسروں سے برا سلوک کرتا ہے اس کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوتا ہے جلد یا بدیر اسے اپنے کیے کی سزا بھگتنا پڑتی ہے۔

ناگ دوبارہ سانپ بن کر تہہ خانے سے نکل آیا اور فرش پر رینگتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ رینگتا ہوا وہ ایک بڑے ہال میں پہنچا یہاں ہندوؤں کی کالی ماتا دیوی کا بڑا بت نصب تھا۔ ایک پنڈت بت کے آگے ڈنڈوت کر رہا تھا۔



اتفاقاً اس کی نظر سانپ پر پڑ گئی۔ وہ چلایا:

"ہے رام سانپ سانپ۔"

ساتھ ہی وہ تین خنجروں والی ترشول اٹھا کر ناگ پر حملہ آور ہوا۔ ناگ نے جلدی سے پینترا بدلا۔ ترشول اس کے پاس سے گزرتی ہوئی زمین سے ٹکرائی۔ پنڈت دوبارہ اسے مارنے کو لپکا۔ ناگ کو غصہ آ گیا یہ کم بخت پنڈت تو جان کو آ گیا تھا۔

اسی وقت ساتھ والے کمرے سے کئی پنڈت برآمد ہوئے۔ انہوں نے جب سانپ کو دیکھا تو شور مچاتے اسے مارنے کو آگے بڑھے۔ اب تو ناگ کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ اس نے سوچا اگر وہ سانپ کے روپ میں رہا تو یہ بدبخت پنڈت اسے چھوڑیں گے نہیں۔

ناگ جلدی سے گہری سانس لے کر افریقی ہاتھی بن گیا اور سونڈ اٹھا کر زور سے چنگھاڑا۔ پنڈتوں نے جب سانپ کی جگہ ایک لمبے دانتوں والے پہاڑ اتنے ہاتھی کو سونڈ لہراتے دیکھا تو ان کی سٹی گم ہو گئی۔ انہوں نے آنکھیں مل مل کر دیکھا پھر شور مچاتے باہر کو بھاگے۔

ایک پنڈت جو بڑا ہٹا کٹا تھا۔ اس کے ماتھے پر متعدد قشقے کھینچ رکھے تھے۔ گلے میں موٹے دانوں کی مالا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



تھی۔ سوّر کی طرح موٹے اس پنڈت نے چلا کر کہا:

"تم ضرور کوئی جادوگر ہو۔ میں تمہیں جلا کر بھسم کر دوں گا"

یہ کہہ کر اس نے زور سے منتر پڑھ کر اپنی ترشول ناگ کی طرف پھینکی۔ ترشول فضا میں گھومتی ہوئی ناگ کی طرف آئی۔ ناگ پھرتی سے شیر بن گیا۔ ترشول اس کے جسم کے اوپر سے گزرتی چلی گئی۔ شیر منہ کھول کر دہاڑا۔ اس نے چھلانگ لگا کر پنڈت کو دبوچ لیا اور اس کا سر منہ میں دبوچ کر دھڑ سے علیحدہ کر دیا۔

پنڈت کے منہ سے ایک دل خراش چیخ نکلی اور وہ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گیا۔ باقی پنڈت تو گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہو چکے تھے۔ ناگ نے ایک سفید عقاب کا روپ دھارا اور اڑتا ہوا مندر سے نکل آیا۔

ناگ نے دیکھا سارے پنڈت گرتے پڑتے بھاگے چلے جا رہے ہیں۔ وہ بھوت بھوت کا شور مچا رہے تھے۔ ناگ کو بڑے زور کی ہنسی آئی۔ وہ اس طرف اڑنے لگا جہاں وہ گھوڑا پچھاڑ سانپ کو برہمن



لڑکی کو چھوڑ کر آیا تھا۔ وہاں پہنچ کر ناگ نے دیکھا کہ گھوڑا پچھاڑ سانپ مرا پڑا ہے۔

اس کے پھن میں ایک تیر پیوست ہے اور برہمن لڑکی پشپا غائب ہے!!

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



# آدھا انسان، آدھا گھوڑا

گھوڑا پچھاڑ سانپ کی لاش دیکھ کر ناگ کی آنکھوں میں لہو اُتر آیا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ سانپ کے قاتل کو بخشے گا نہیں۔ انسان کا روپ اختیار کرکے ناگ نے زمین گڑھا کھود کر گھوڑا سانپ کی لاش زمین میں دفن کر دی کیوں کہ اگر کوئی کتا، بلی یا دوسرے جانور سانپ کی لاش کھا لے تو وہ پاگل ہو جاتا ہے۔ اور جس انسان کو کاٹتا ہے وہ بھی پاگل ہو جاتا ہے۔

یہاں کی زمین نم آلود تھی۔ ناگ نے دیکھا کہ زمین پر گھوڑوں کے پاؤں کے نشان بنے ہوئے ہیں۔ ناگ پلک جھپکنے میں گھوڑا پچھاڑ سانپ بنا اور ان نشانوں پر چل دیا۔

ناگ جب گھوڑا پچھاڑ سانپ کو برہمن لڑکی پشپا کی حفاظت پر مقرر کرکے مندر چلا گیا تھا تو اس کے جانے کے کچھ دیر بعد دو ڈاکو ادھر نکل آئے تھے۔ وہ نزدیکی



گاؤں میں ڈاکہ ڈال کر آ رہے تھے۔ دریا کے کنارے گھوڑے دوڑاتے ہوئے انہوں نے جب زیورات سے لدی برہمن لڑکی پشپا کو دیکھا تو خوش ہو گئے۔

ایک ڈاکو نے نعرہ لگا کر کہا:

"آج کالی دیوی مہربان ہے اتنا عمدہ مال ہاتھ لگا ہے اسے کسی امیر کے ہاتھ سونے کے سکوں کے عوض فروخت کر دیں گے۔"

دوسرے ڈاکو نے سانپ دیکھ لیا وہ چلایا:

"خبردار۔ سانپ ہے آگے نہ جانا۔"

یہ کہہ کر اس نے بڑی تیزی سے کمان میں تیر چڑھا کر چھوڑ دیا۔ یہ ڈاکو بڑا ماہر تیر انداز تھا اس کا نشانہ بڑا عمدہ تھا۔ گھوڑا پچھاڑ سانپ پھن پھیلائے پھنکار رہا تھا۔ تیر اس کا پھن چیرتا ہوا نکل گیا۔ گھوڑا پچھاڑ سانپ تڑپنے لگا۔

ایک ڈاکو نے گھوڑے سے اُتر کر چیختی چلاتی برہمن لڑکی پشپا کو قابو کر لیا اور اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر گھوڑے پر لاد کر خود بھی سوار ہو گیا اور آگے چل دیئے۔ یہ ڈاکو بڑے وحشی تھے۔ ان کا پورا گروہ تھا جو کسی دوسرے گاؤں ڈاکہ ڈالنے گیا ہوا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



گھوڑا پچھاڑ سانپ کو جونہی تیر لگا اس نے اپنی ناگن کو سگنل نشر کرنا شروع کر دیئے۔

"ناگن ۔ مجھے عظیم ناگ دیوتا نے ایک لڑکی کی حفاظت پر مقرر کیا تھا مگر مجھ سے کوتاہی ہوئی۔ اب میں مر رہا ہوں۔ ڈاکو لڑکی کو اٹھا لے گئے ہیں تم ان کا پیچھا کرو اور لڑکی کو ان سے چھڑا کر ڈاکوؤں سے انتقام لو"

ناگن اپنے ناگ کا سگنل پاتے ہی تڑپ کر اٹھی اور پوری رفتار سے گھوڑا پچھاڑ سانپ کی بو پر یہاں پہنچ گئی۔ اس وقت تک گھوڑا پچھاڑ سانپ مر چکا تھا۔ ناگن نے اس کی آنکھوں میں اپنے دشمن ڈاکو کی تصویر دیکھی اور زور سے پھنکاری جیسے کہہ رہی ہو میں تمہارے قاتلوں کو ہرگز نہ چھوڑوں گی پھر وہ گھوڑے کے نشانوں پر چل دی تھی۔

ناگ کو یہ علم نہ تھا کہ گھوڑا پچھاڑ سانپ کی ناگن بھی ڈاکوؤں کے پیچھے لگی ہوئی ہے۔ وہ پوری رفتار سے نشانوں پر سفر کرتا آگے بڑھ رہا تھا۔

رات کا اندھیرا چھٹنے لگا تھا اور صبح کی سفیدی پھیلنے لگی تھی جب ناگ ایک پہاڑی سلسلے کے پاس پہنچا۔ یہاں کی زمین پتھریلی تھی اور گھوڑوں کے نشان غائب ہو گئے تھے۔

پہاڑوں کے دامن میں ایک کھنڈر سا تھا۔ ناگ اس طرف



بڑھا کہ ممکن ہے سانپ کے قاتل اور برہمن لڑکی کو اٹھانے والے یہاں سستانے کے لیے رک گئے ہوں۔ کھنڈر کسی پرانے مندر کا تھا۔ اور ویران پڑا تھا۔ زمین پر زرد رنگ کی گھاس اگی ہوئی تھی۔ ناگ رینگتا ہوا مندر میں داخل ہو گیا۔

مندر میں داخل ہوتے ہی ناگ زور سے پھنکارا اور انسان بن گیا۔ اس نے دیکھا۔ وہ ایک بڑے بت کے آگے کھڑا ہے۔ بت کسی عورت کا تھا۔ جس نے تاج پہن رکھا تھا۔ بت کے پاؤں کے قریب ایک چوکور سوراخ تھا۔ ناگ آگے بڑھا۔ اس نے دیکھا سیڑھیاں نیچے جا رہی ہیں جن پر جمی گرد پر بہتے انسانی پاؤں کے نشان صاف نظر آ رہے تھے۔

ناگ سوراخ میں داخل ہو کر سیڑھیاں اترنے لگا۔ وہ ایک تکونے کمرے میں پہنچا جس میں ہلکی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ یہ روشنی نہ جانے کہاں سے آ رہی تھی۔ تکونے کمرے کی ایک دیوار میں لوہے کا دروازہ لگا ہوا تھا جس پر بچھو کی شبیہ بنی ہوئی تھی۔ دروازہ آدھا کھلا ہوا تھا۔

ناگ کھڑا سوچ رہا تھا کیا کرے کہ اسے کسی کے زور سے سسکی لینے کی آواز سنائی دی۔ آواز کسی مرد کی تھی۔ اب گہری خاموشی چھا گئی۔ ناگ چوکنا ہو گیا تھا۔ اسی وقت رونے کی آواز ابھری۔ آواز لوہے کے دروازے کی پرلی طرف سے آ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



رہی تھی اور بڑی خوف ناک تھی یوں لگتا تھا جیسے کوئی بھوت بین کر رہا ہو۔

ناگ لوہے کے دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازے سے گزر کر اس نے دیکھا کہ وہ ایک ہال نما کمرے میں ہے کمرے میں لکڑی کا بنا ایک بہت بڑا صندوق تھا۔ رونے کی آواز اسی سے آ رہی تھی۔ ناگ نے صندوق کی طرف قدم اٹھایا ہی تھا کہ ایک دھماکے کے ساتھ دروازہ بند ہو گیا۔

ناگ اچھل پڑا۔ اسی وقت لکڑی کے صندوق کا ڈھکن خود بخود اٹھ گیا اور اس میں سے عجیب الخلقت مخلوق نکلی۔ اس کا سارا دھڑ گھوڑے کا اور آدھا انسانی تھا۔ اس پر ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے تھے۔

گھوڑے نے زور سے زمین پر اپنے سم مارے۔ اس پر بیٹھے ڈھانچے کے بازو ہے اور اس کے حلق سے خوشی بھری فلک شگاف چیخیں نکلنے لگیں۔ ہڈیوں کی خوف ناک کڑکڑاہٹ اس کمرے کی محدود فضا میں گونجی اور ناگ کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ ڈھانچے کے حلق سے دہشت بھری غزغزاہٹ ہی نکلی جو کہہ رہی تھی۔

"اے انسان تیرا شکریہ کہ تو اس ویران مندر میں آیا۔ تیرے



خون سے نہانے کے بعد مجھے میرا گوشت واپس مل جائے گا۔ میں فرعون مصر کے زمانے کا جادوگر ہوں مگر مجھ سے ایک خطا ہو گئی اور جادوگروں کے شہنشاہ سامری نے سزا کے طور پر میرے جسم کا سارا گوشت غائب کر دیا اور مجھے اس مندر میں ڈال دیا اور کہا کہ جب تک تو بیس انسانوں کو چاند کی پہلی تاریخ کو سامری کے نام پر قربان نہیں کرے گا اسی حال میں یہیں قید رہے گا۔

ہزاروں سال مجھے یہ سزا برداشت کرتے گزرے ہیں۔ سالوں بعد ایک آدھ بھولا بھٹکا مسافر ادھر آ نکلتا ہے اور میں اسے قید کر کے چاند کی پہلی کو سامری کے نام پر قربان کر دیتا ہوں۔ اب تک انیس انسان قربان کر چکا ہوں۔ خدائے سامری کا شکر ہے کہ اس نے بیسواں آدمی بھیجا۔

آہ۔ صرف تین دن باقی ہیں۔ پھر چاند کی یکم ہو گی تجھے ذبح کر کے میں پھر سے اپنے جسم کا گوشت حاصل کر لوں گا۔"

ناگ بے حس و حرکت کھڑا ہزاروں سال پرانے ڈھانچے کی خوف ناک آواز سن رہا تھا۔ ڈھانچے کی ہڈیوں کی بھیانک کڑکڑاہٹ کے ساتھ کمرے میں اس کا سنسنی خیز قہقہہ گونجا۔ ناگ کو یوں لگا جیسے ہزاروں بد روحیں بیک وقت چلا اٹھی ہوں۔ ڈھانچے کی دہشت بھری غزغزاہٹ دوبارہ سنائی دی:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آ جا اے انسان ـــ اس صندوق میں ... تابوت سمجھ لے۔"

ایک بار تو ناگ بھی کانپ اٹھا۔ اس نے دل میں کہا یا خدا میں کس مصیبت میں پھنس گیا ہوں مگر اسے یہ اطمینان تھا کہ اس خبیث ہزاروں سالہ پرانے ڈھانچے کا جادو اس پر نہ چل سکے گا۔

اس نے کہا:

"جادوگر کے بچے: میں تیرا بھی باپ ہوں۔ میں تجھے ہلاک کر کے لوگوں کو تیرے شر سے ہمیشہ کے لیے نجات دلا دوں گا:"

ڈھانچے نے دل ہلا دینے والی چیخ ماری۔ گھوڑا بھی اچھلنے لگا تھا۔ اس کے انسانی چہرے پر اذیت کے آثار تھے۔ ڈھانچے نے اچھل کر چھت کو ہاتھ لگایا۔ اس کی ہڈیاں کڑکڑائیں کمرے میں غرغراہٹ ابھری:

"اگر میرے لیے یہ ضروری نہ ہوتا کہ تجھے چاند کی پہلی رات تک زندہ رکھوں تو میں تجھے ابھی مزا چکھا دیتا:"

ناگ نے کہا:

"بچو ـــ مزا تو تجھے میں چکھاتا ہوں:"

یہ کہہ کر ناگ نے گہری سانس لی اور دیو قامت



بن گیا۔ ناگ نے اپنے سینے پر دو ہتڑ مارا تو ڈھول بجنے کی آواز پیدا ہوئی۔ انسانی چہرے والا گھوڑا اب بڑی طرح اچھلنے لگا تھا۔ ناگ ڈھانچے کی طرف بڑھا۔ تو ڈھانچے نے ہاتھ اٹھایا اس کے ہاتھ سے شرارے نکل کر ناگ کی طرف بڑھے مگر ناگ کو چھونے سے پہلے غائب ہو گئے۔

ناگ نے ڈھانچے کی گردن دبوچ لی۔

ڈھانچے کے حلق سے بڑی ہیبت ناک چیخیں نکل رہی تھیں۔ ناگ نے اسے گھما کر دیوار پر دے مارا۔ ڈھانچے کی ہڈی ہڈی علیحدہ ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی انسانی چہرے والا گھوڑا بھی مر گیا۔ یکدم زمین زور سے کانپی۔ ناگ نے لوہے کے دروازے کو دو ہتڑ مارا تو وہ ٹوٹ کر پرے جا گرا۔

ناگ بھاگتا ہوا مندر سے نکل آیا اور انسان کے روپ میں آ گیا۔ اس وقت مندر کی عمارت زور سے لرزی اور وہ دھماکے کے ساتھ زمین بوس ہو گئی!!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



# سانپوں کا حملہ

اِدھر گھوڑا پچھاڑ سانپ کی ناگن پہاڑی سلسلے کے درمیان میں واقع ایک وسیع میدان میں ایک درخت سے جھول [رہی] تھی۔ اس کی سرخ دو شاخی زبان لہرا رہی تھی۔ درخت [سے] کچھ فاصلے پر زمین پر دونوں ڈاکو بیٹھے تھے۔ برہمن لڑکی پشپا بے ہوش پڑی تھی۔

ارد گرد کے تمام درختوں کی شاخوں سے نہایت زہر[یلے] سانپ لپٹے ہوئے تھے۔ ان سب کو ناگن نے سگنل دے [کر] جمع کیا تھا اور سارے معاملے سے باخبر کر دیا تھا۔ اس [...] جمع ہو رہی تھی۔ ڈاکو سانپوں سے بے خبر سستا رہے تھے [جو] ساری رات سفر کرتے رہے تھے۔

ناگن نے خاموش آواز میں دوسرے سانپوں کو [...]

"اب ہمیں حملہ کر دینا چاہیئے"

سگنل دینے کے بعد ناگن درخت سے اتری اور [...] میں رینگتی ہوئی ڈاکوؤں کی طرف بڑھی۔ دوسرے سا[نپ]



بھی درختوں سے اتر آئے تھے۔

ایک ڈاکو آنکھیں بند کیے لیٹا تھا کہ اسے اپنے عقب میں سرسراہٹ سنائی دی وہ اچھل کر اٹھ بیٹھا پھر اس کی آنکھیں خوف سے پھیل گئیں۔ دو گز لمبی ناگن اس سے چند فٹ کے فاصلے پر تھی اور پھن نکالے جھوم رہی تھی اس کی دو شاخی زبان لپلپا رہی تھی۔ ڈاکو نے کمر سے بندھی تلوار کی طرف ہاتھ بڑھایا تو ناگن نے زبردست پھنکار ماری اور اچھل کر اس کے گلے میں کنڈلی ڈال کر اپنا پھن ڈاکو کے چہرے کے آگے لہرانے لگی۔

ڈاکو کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ آنکھیں باہر کو اُبل آئیں وہ تھر تھر کانپنے لگا۔ اس کے حلق سے گھٹی گھٹی چیخیں نکلنے لگی تھیں۔ اس کی چیخیں سن کر دوسرا ڈاکو جو سویا ہوا تھا جاگ پڑا مگر اس سے پہلے کہ وہ کوئی حرکت کرتا۔ سرخ رنگ کے سبز دھاری والے موٹے سانپ نے اسے جکڑ لیا۔ اس کا بڑا پھن اور چمکیلی آنکھیں دیکھ کر دوسرے ڈاکو کی تو جان ہی نکل گئی۔

دوسرے سانپ بھی پھن پھیلا کر ڈاکوؤں کے گرد چکر کاٹنے لگے ان کی غضب ناک پھنکاروں سے ڈاکوؤں کا خون خشک ہوا جا رہا تھا۔

ایک سانپ نے پھنکارتے ہوئے کہا:

"میں ان کا قیمہ بنا کر کھا جاؤں گا"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



دوسرا جھومتا ہوا بولا:

"میں انہیں جلا کر راکھ کر دوں گا" یہ کہہ کر اس نے زبردست پھنکار ماری۔ اس کے منہ سے شعلہ نکل کر گھاس سے ٹکرایا اور گھاس جل اُٹھی۔ یہ اگن سانپ تھا بڑا خطرناک اور زہریلا۔

تیسرے نے دو شاخی زبان پلپلا کر کہا،

"میں انہیں اپنی گرفت میں جکڑ کر فنا کر دوں گا"

گھوڑا پچھاڑ سانپ کی ناگن بولی:

"انہوں نے عظیم ناگ دیوتا کے مقرر کردہ سانپ کو مارا ہے انہیں میں اپنے زہر سے پانی بنا دوں گی یہ مجھ سے کبھی نہ بچ سکیں گے"

اناکنڈا قسم کے اژدہے نے زبان لہراتے ہوئے کہا:

"ٹھہرو مجھے عظیم ناگ دیوتا کی خوشبو آ رہی ہے"

اناکنڈا اژدہا کا وزن چار من کے قریب ہوتا ہے اور لمبائی بیس فٹ کے لگ بھگ۔

یہ اژدہا لمبی جھاڑیوں میں چھپا رہتا ہے اور جب کوئی ہرن یا دوسرا جانور گزرتا ہے تو منہ کھول کر سانس کھینچتا ہے اور جانور اُڑتا ہوا اس کے منہ میں پہنچ جاتا ہے۔ بڑے جانوروں کو ہلاک کرنے کے لیے یہ اژدہا دوسری ترکیب سے



م لیتا ہے۔ یہ بھینسے وغیرہ کے جسم میں دانت دبا کر رسی کی طرح لپٹ جاتا ہے اور جانور کی ہڈیاں چکنا چور ہو جاتی ہیں۔ اس کے بعد اژدہا اپنے منہ سے عجیب قسم کا لیس دار ئع چھوڑتا ہے اور جانور کی کچلی لاش کو تر کر کے نگل جاتا ہے۔ یہ اژدہا جنوبی امریکہ اور ہندوستان کے مختلف علاقوں ں پایا جاتا ہے۔

اناکنڈا اژدہا کی بات سن کر سارے سانپ چونک گئے۔ نہیں بھی ناگ کی بُو آنے لگی۔ پھر انہوں نے ناگ کو دیکھا جو پہاڑی سے اُتر رہا تھا۔ سارے سانپوں نے ادب سے ردن جھکا دی۔

ڈاکوؤں پر لرزہ طاری تھا۔

ناگ نے بھی سانپوں کو دیکھ لیا تھا۔ جب وہ قریب آیا ناگن نے پھن سکیڑ کر ادب سے کہا:

"اے عظیم ناگ دیوتا۔ ان ڈاکوؤں نے تیرے مقرر کردہ فظ کو ہلاک کیا ہے"

ناگ نے کہا:

"یہ سزا سے بچ نہ سکیں گے۔ اناکنڈا ان کی ہڈیاں دو"

اناکنڈا اژدہا نے سر جھکا کر کہا،

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"جو حکم عظیم ناگ دیوتا۔"

اژدہا دونوں ڈاکوؤں کے گرد رسی کی طرح لپٹ گیا۔ ڈاکوؤں کی ہڈیاں کڑکڑا اُٹھیں۔ ناک اور منہ سے خون جاری ہوگیا۔ جب اژدہا نے انھیں اپنی گرفت سے چھوڑا تو وہ گوشت کے لوتھڑے نظر آ رہے تھے۔ ان خون خوار ڈاکوؤں نے سینکڑوں بے گناہوں کا خون کیا تھا اور آج اپنے کیے کی سزا پا لی تھی۔

دونوں ڈاکوؤں کے گھوڑے ایک درخت سے بندھے ہوئے کھڑے تھے۔ ناگ نے بے ہوش برہمن لڑکی پشپا کو اُٹھا کر ایک گھوڑے پر بٹھایا۔ اور سانپوں کو خدا حافظ کہہ کر چل دیا۔

سورج اب چڑھ آیا تھا۔ ناگ گھوڑا دوڑاتا پہاڑی سلسلے سے نکل آیا تھا اور کھیتوں میں سے گزر رہا تھا۔ ایک جگہ کنواں دیکھ کر ناگ نے گھوڑا روکا۔ برہمن لڑکی پشپا کو اُتار کر زمین پر لٹایا اور پانی کے چھینٹے مارے تو اسے ہوش آ گیا۔

ہوش میں آتے ہی وہ چلائی:

"بچاؤ بچاؤ۔"

ناگ نے کہا:



"بہن۔ تم محفوظ ہو میں۔ تمہارے پاس ہوں۔"

پشپا بولی:

"بھائی تم۔؟ وہ ڈاکو کہاں گئے انہوں نے تو تمہارے سانپ کو مار ڈالا تھا۔"

ناگ نے کہا:

"انہوں نے جو کیا تھا اس کی سزا پائی — اچھا اب تم بتاؤ میں تمہیں کہاں چھوڑوں؟"

پشپا نے کہا:

"ظالم چچا کے پاس تو میں جاؤں گی نہیں۔ میری ایک خالہ لاہور رہتی ہے تم مجھے وہاں چھوڑ آؤ لاہور یہاں سے نزدیک ہی ہے۔"

ناگ نے حامی بھر لی۔ گاؤں سے کھانے پینے اور ستانے کے بعد وہ لاہور روانہ ہو گئے اور تیسرے دن لاہور پہنچ گئے۔

لاہور پر اس وقت راجہ جے پال حکمران تھا۔ یہ راجہ جے پال حکومتِ غزنی کو فتح کرنے کے لیے دو بار حملہ کر چکا تھا مگر غزنی کے حکمران سبکتگین نے دونوں بار اسے شکستِ فاش دی تھی۔ سبکتگین، نامور مسلمان فاتح سلطان محمود غزنوی کا والد تھا۔ سلطان محمود غزنوی جو تاریخ میں بت شکن کے نام سے مشہور ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



پہلی بار پنجاب کے ہندو شاہی حکمران راجہ جے پال نے ۹۸۶ء میں غزنی پر حملہ کیا تھا مگر منہ کی کھائی اور دس لاکھ درہم پچاس ہاتھی بطور نذرانہ پیش کرنے کے بعد بعض سرحدی علاقے بھی دینے کا وعدہ کر کے سبکتگین سے صلح کر لی تھی۔ مگر راجہ جے پال واپس دارالحکومت (اس وقت ہندو سلطنت کا دارالحکومت لاہور تھا) پہنچ کر مکر گیا۔ اس کی وعدہ خلافی کی سزا دینے کے لیے سبکتگین نے حملہ کیا اور پشاور تک آیا۔

راجہ جے پال دوسرے ہندو راجوں کی فوجوں سمیت لاہور سے بڑھا۔ مقابلہ ہوا اور راجہ جے پال کو شکست ہوئی تھی اور وہ جان بچا کر بھاگ نکلا تھا۔

جس وقت ناگ برہمن لڑکی کو اس کی خالہ کے گھر پہنچانے لاہور پہنچا راجہ جے پال دوسری بار مسلمان حکمران سبکتگین سے شکست کھانے کے بعد لاہور لوٹا تھا۔

اس زمانے کا لاہور آج کے بہت مختلف تھا۔ نہ یہ دھواں اگلتی فیکٹریاں اور کارخانے تھے۔ نہ بلند و بالا عمارات بادشاہی مسجد، شالامار باغ، مقبرہ جہانگیر کچھ بھی تو نہ تھا۔ اس زمانے میں لاہور کی آبادی زیادہ نہ تھی۔ آج تو آدمی پر آدمی چڑھا نظر آتا ہے۔

برہمن لڑکی پشپا کی خالہ کا گھر شہر کی گنجان آبادی میں تھا۔



وہ پشپا کو دیکھ کر بڑی خوش ہوئی اور ناگ کو اپنے ہاں ٹھہرانے کی دعوت دی۔ مگر ناگ جانتا تھا کہ ہندو ذات پات اور مذہب کے بڑے قائل ہوتے ہیں۔ اور پشپا کی خالہ اوپرے دل سے دعوت دے رہی ہے حالانکہ وہ کسی مسلمان کا اپنے گھر قدم رکھنا بھی پسند نہیں کر سکتی لہٰذا وہ شکریہ ادا کر کے چلا آیا۔

اب ناگ کے سامنے لباس کا مسئلہ تھا۔ اس نے جو لباس پہن رکھا تھا وہ دو سو سال پہلے کا تھا۔ جب لوگ لمبے لمبے کُرتے پہنتے تھے اور سر پر پگڑیاں یا عربی رومال باندھتے تھے۔ اس لباس میں ناگ صاف پہچانا جاتا تھا۔ کہ وہ مسلمان ہے اور اُس زمانے میں لاہور میں مسلمانوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر تھی۔

ناگ، گھوڑے پر سوار ایک سرائے کے سامنے رُکا۔

سرائے کے باہر چارپائی پر ایک موٹا ہندو لالہ بیٹھا تھا۔

ناگ نے کہا:

"کیوں بھائی۔ سرائے میں ٹھہرنے کو جگہ مل جائے گی"

ہندو لالہ ناک سکوڑ کر بولا:

"چھی چھی چھی۔ تم ملیچھ (گندے) کو میں اپنے سرائے میں ٹھہرنے دوں۔ میں نے اپنا مذہب بھرشٹ (خراب) کرنا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



چلو بھاگو یہاں سے۔"

ناگ کو بڑا غصہ آیا۔ وہ گھوڑے سے اُتر کر ہندو لالے کی طرف بڑھا اور بولا:

"تمہاری کیا مجال۔ مجھے سرائے میں نہ ٹھہرنے دو۔"

ناگ نے گہری سانس لی اور کالا سانپ بن گیا۔ ہندو لالے کی تو دھوتی ڈھیلی پڑ گئی۔ اس کے منہ سے نکلا:

"ہے بھگوان۔"

وہ چارپائی پر ہی ڈھیر ہو گیا۔ ناگ نے انسان کے روپ میں آکر موٹے ہندو لالے کو ہلایا جلایا تو وہ ہوش میں آگیا۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اُڑ رہی تھیں۔ ناگ نے کہا:

"کیوں بے چربی کے ڈرم۔ اب ٹھہرنے دے گا؟"

ہندو لالہ ہاتھ جوڑ کر گڑگڑایا:

"ہے مہاراج۔ میں تو آپ کا سیوک ہوں۔ بھول ہو گئی شما کر دیجیے۔ یہ ساری سرائے حضور کی ہے۔"

ناگ نے ہنس کر کہا:

"اب آیا ہے سیدھی لائن پر۔ میرے لیے سادھوؤں کا لباس منگواؤ۔"

ہندو لالہ نے کہا:

"جو آگیا مہاراج۔ ابھی منگوائے دیتا ہوں۔"

ناگ کے پاس سونے کے سکے تھے جو بغداد میں چلتے تھے۔



ناگ نے مٹھی بھر سکے ہندو لالے کی جھولی میں ڈال دیئے۔ ہندو لالے نے سکے دیکھے تو اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ ناگ سرائے میں داخل ہو گیا۔ ہندو لالے نے اب جو سکے اُلٹ پلٹ کر دیکھے تو یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ وہ آنے والے زمانے کے سکے ہیں۔ بہرحال سونے کے سکے تھے۔ ہندو لالہ نے جلدی سے سمیٹ کر غلے میں ڈال دیئے۔

ملازم کو آواز دے کر ناگ کا گھوڑا اصطبل میں باندھنے کی ہدایت کی اور بازار سے سادھو کا لباس لانے کا کہا۔ ہندو لالہ ناگ کو زبردست قسم کا جادوگر سمجھ رہا تھا۔!!

# مکار پنڈت

شام ہو گئی۔

ناگ سادھو کے روپ میں سرائے سے نکل آیا اور گلیوں میں گھومنے لگا۔ ہر جگہ لوگ راجہ جے پال کی شکست پر باتیں کر رہے تھے۔ ناگ ٹہلتا ہوا بڑے مندر کے پاس آ نکلا۔ یہاں آ کر اسے پتہ چلا کہ راجہ جے پال کچھ دیر میں مندر آنے والا ہے۔ ناگ نے سوچا دیکھنا چاہیے شکست خوردہ راجہ کیا کرتا ہے۔

ایک ویران گوشے میں جا کر ناگ نے سانپ کی شکل اختیار کی اور مندر کی پچھلی دیوار پر رینگتا ہوا مندر میں داخل ہو گیا۔ مندر میں راجہ کے استقبال کی تیاریاں مکمل تھیں۔ کئی ہاتھوں والی پتھر کی دیوی کے گلے میں پھولوں کے ہار پڑے تھے۔ اس کے آگے لوبان اور اگر بتیاں جل رہی تھیں۔ چند پنڈت ہاتھ جوڑے بیٹھے جھوم جھوم کر مذہبی گیت گا رہے تھے۔ دیواروں پر مشعلیں لگی ہوئی تھیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اتنے میں شور مچا کہ مہاراج جے پال کی سواری آ گئی۔ پنڈت اُٹھ کر باہر کو بھاگے۔ مندر کے دروازے کے دونوں طرف پچاس کنواری لڑکیاں ہاتھوں میں پھولوں کی ٹوکریاں لیے کھڑی تھیں۔ یہ مندر کی داسیاں تھیں۔ راجہ جے پال آیا تو انہوں نے پھول برسانا شروع کر دیئے۔

راجہ جے پال ادھیڑ عمر تھا۔ مندر کے مہا پنڈت نے آگے بڑھ کر راجہ کے ماتھے پر تلک لگایا۔ مہا پنڈت کے ماتھے پر تین سُرخ لکیریں بنی ہوئی تھیں۔ اس کے راجہ کو تلک لگاتے ہی دوسرے پنڈت گھنٹیاں اور سنکھ بجانے لگے۔ راجہ جے پال نے اندر آ کر دیوی کی مورتی کے پاؤں چھُو کر آنکھوں سے لگائے اس کے بعد وہ غصّے سے بولا:

"پنڈت مہاراج۔ کیا تم نے جھوٹ بولا تھا کہ ہمیں فتح ہو گی۔ ہمیں شکست ہوئی ہے مسلمانوں نے ایسا حملہ کیا کہ ہماری تین لاکھ سینا بھی اسے نہ روک سکی۔

پنڈت نے ہاتھ جوڑ کر مکاری سے کہا:

"ہری اوم ـــ لگتا ہے ستارے آپس میں ٹکرا گئے تھے۔ ورنہ آپ کی فتح یقینی تھی۔"

راجہ جے پال نے کہا:

"ہماری سینا جان بچانے کے لیے اپنے دیوی دیوتاؤں کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



بتوں کو پاؤں تلے روندتی ہوئی بھاگ نکلی۔ مسلمان کیا سوچتے ہوں گے:

پنڈت نے کہا:

"مہاراج — اس بار ملیچھ مسلمان ہاریں گے:"

یہ کہہ کر پنڈت نے پتھر کی دیوی کی طرف دیکھا۔ دیوی کی لال لال آنکھیں گھومنے لگیں۔ پنڈت جلدی سے دیوی کے آگے ماتھا ٹیک کر گڑگڑانے لگا۔ راجہ جے پال نے جب یہ دیکھا تو وہ ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا۔ مندر میں ڈھول ایسی آواز گونجی:

"اے راجہ۔ غزنی کے میدان میں دیوتاؤں کی جو بے عزتی ہوئی ہے اس پر دیوتا سخت برہم ہیں۔ فوراً ایک کنواری لڑکی کی قربانی ہمارے چرنوں میں دے ورنہ ملک میں قحط پڑ جائیگا:"

راجہ جے پال نے لرزتے ہوئے کہا:

"مقدس دیوی۔ میں آج رات ہی قربانی دوں گا:"

پتھر کی دیوی کی آنکھیں دوبارہ بے جان ہو گئیں۔ راجہ جے پال نے مہا پنڈت سے کہا:

"جلدی سے کسی مسلمان لڑکی کو پکڑ لاؤ اور میرے سامنے قربان کر دو:"

پنڈت نے جھومتے ہوئے کہا:



"چھی چھی چھی — دیوی کے قدموں میں کسی ملیچھ کا خون — چھی چھی۔ دیوتا کسی ملیچھ کی قربانی قبول نہیں کریں گے۔ قربانی کے لیے خاص عمر، رنگ اور صورت کی لڑکی چاہیے۔ کل پورے چاند کی رات ہے۔ کل لڑکی کو قربان کیا جائے گا:"

راجہ جے پال نے کہا:

"یہ کام جلدی ہونا چاہیے میں دیوتاؤں کی ناراضگی مول نہیں لے سکتا:"

مہا پنڈت نے کہا:

"آپ بے فکر ہو کر جائیں کل پورے چاند کی رات قربانی دے دی جائے گی:"

راجہ جے پال مندر سے چلا گیا۔ مہا پنڈت اُٹھا اور اندر کو چل دیا۔ ناگ بھی دیوار سے چپکا رینگتا ہوا اس کے پیچھے بڑھنے لگا۔ مہا پنڈت دالان سے گزر کر اپنے کمرے میں داخل ہوا۔ کمرے میں ایک خفیہ دروازہ تھا۔ جو تہہ خانے کا تھا۔ یہ تہہ خانہ کافی بڑا تھا۔ دیوی کے بت کا نچلا حصہ تہہ خانے میں تھا جس میں ایک چھوٹا دروازہ بنا ہوا تھا۔

مہا پنڈت نے یہ چکر چلایا ہوا تھا کہ اس کا ایک ساتھی پنڈت اس خفیہ راستے سے دیوی کے بت میں داخل ہو جاتا اور ایک بھونپو میں بولنے کے علاوہ آنکھیں گھماتا۔ باہر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



دیوی کے بت کے سامنے بیٹھے لوگ یہی سمجھتے کہ دیوی میں جان پڑ گئی ہے اور وہ بول رہی ہے اس طرح ان مکار پنڈتوں نے لوگوں کو بے وقوف بنایا ہوا تھا۔

تہہ خانے میں مہاپنڈت کا ساتھی موجود تھا۔ مہاپنڈت نے ہنستے ہوئے کہا:

"راجہ قربانی کے لیے مان گیا ہے اب تم جاؤ اور شہر میں اعلان کرا دو کہ کل صبح ساری کنواری لڑکیاں مندر حاضر ہوں تاکہ ان میں سے کسی کو چنا جا سکے۔"

پنڈت کے ساتھی نے کہا:

"قربانی کے لیے یا بیچنے کے لیے۔"

دونوں پنڈت قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔ ناگ نے ان کی باتیں سن لی تھیں۔ وہ کچھ سوچ کر واپس چل دیا۔ مندر سے نکل کر اس نے انسان کی شکل اختیار کی اور سرائے کی طرف چل دیا۔ ناگ واپس سرائے پہنچا تو ایک سپیرا سانپ کا تماشہ دکھا رہا تھا۔

سانپ پھن پھیلائے جھوم رہا تھا۔ ناگ کے سرائے میں داخل ہوتے ہی اسے ناگ دیوتا کی بُو محسوس ہوئی۔ اس کا پھن ایک دم سکڑ گیا وہ رینگتا ہوا ناگ کی طرف بڑھا۔ سپیرا حیران رہ گیا کہ آج سانپ کو کیا ہو گیا ہے۔ اس



نے بین بجانی بند کر دی۔

سانپ رینگتا ہوا ناگ کے سامنے آیا اور ادب سے سر جھکا لیا۔ ناگ مسکرانے لگا۔ سانپ نے خموش زبان میں سگنل نشر کیا:

"اے ناگوں کے عظیم دیوتا۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ آپ کے درشن ہوئے۔ میری عمر ساٹھ سال ہے، میری سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ ناگ دیوتا کو دیکھ سکوں۔ آج میری یہ خواہش پوری ہو گئی۔"

ناگ نے بھی خموش زبان میں سگنل دیا:

"اے سانپ۔ میں تجھ سے خوش ہوا۔ یہ سپیرا تمہارے ساتھ کیسا سلوک کرتا ہے؟"

سانپ نے عرض کی:

"ناگ دیوتا ــــ یہ سپیرا بڑا مہربان اور نیک دل آدمی ہے۔ یہ مجھے روزانہ دودھ پلاتا ہے اور میرا تماشہ دکھا کر روزی کماتا ہے۔"

ادھر سپیرے نے ساری زندگی سانپ پکڑتے گزاری تھی، وہ سمجھ گیا کہ اس نوجوان میں ضرور خاص بات ہے جو سانپ اس کے سامنے جھکا ہوا ہے۔ اس نے بڑے غور سے ناگ کی طرف دیکھا۔ اس نے دیکھا کہ نوجوان کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



آنکھیں ٹھہری ہوئی ہیں وہ اپنی آنکھیں جھپکتا نہیں ہے۔

سپیرے نے اپنے باپ دادا سے ناگ دیوتا کی بے شمار کہانیاں سن رکھی تھیں۔ وہ سمجھ گیا کہ اس کے سامنے ناگ دیوتا، انسان کے روپ میں کھڑا ہے مگر اس نے یہ ظاہر نہ کیا اور بولا:

"سادھو جی کیا آپ کوئی ایسا منتر جانتے ہیں جس سے سانپ قابو میں آ جاتے ہیں؟"

ناگ نے کہا:

"ہاں میں نے اپنے گرو (اُستاد) سے علم حاصل کیا تھا۔ تبھی سانپ میری عزت کرتے ہیں۔"

سپیرا عاجزی سے بولا:

"سادھو جی۔ میری درخواست ہے کہ علیحدگی میں میری بات سن لیں۔ آپ کا مجھ پر احسان ہو گا۔"

ناگ نے کچھ سوچا پھر بولا:

"چلو۔ سرائے سے باہر چل کر بات کر لو۔"

ناگ نے خموش زبان میں سانپ کو یہیں رہنے کی تاکید کی اور سپیرے کے ہمراہ باہر آ گیا۔ باہر آتے ہی سپیرا ناگ کے قدموں میں گر پڑا اور گڑگڑایا:

"عظیم ناگ دیوتا۔ میں نے تجھے پہچان لیا ہے۔ میں ایک



غریب سپیرا ہوں۔ میری دو بیٹیاں ہیں جن کی مجھے شادیاں کرنا ہیں۔ مجھ پر رحم کرو۔ اور مجھے کچھ سونا دے دو مجھے کچھ سونا دے دو۔ مجھے پتہ ہے کہ زمین میں چھپے سارے خزانوں کا تمہیں علم ہے۔"

ناگ کو سپیرے پر رحم آ گیا۔ پھر سانپ نے بتایا تھا کہ سپیرا نیک دل اور مہربان ہے۔ ناگ نے سوچا اس غریب کے کام آنا چاہیے۔ اس نے اپنا رومال نکال کر اس پر زور سے پھونک ماری اور بولا:

"کل صبح جنگل میں چلے جانا اور یہ رومال سر پر باندھ کر پکارنا:

"مجھے ناگ دیوتا نے بھیجا ہے۔ میری مدد کرو۔"

کوئی نہ کوئی سانپ تمہارے پاس آئے گا تم اس سے اپنا مطالبہ کرنا وہ تمہیں دولت دے دے گا۔"

غریب سپیرا تو خوش ہو گیا۔ دونوں سرائے میں آ گئے۔ سرائے میں موجود لوگوں میں ایک ہندو غنڈہ بھی تھا جس کا نام ٹنڈن تھا۔ حرام کا مال کھا کھا کر وہ گینڈے کی طرح پھولا ہوا تھا۔ اس کی گردن سوّر کی طرح موٹی تھی۔ اس غنڈے کو سانپوں سے بڑی دلچسپی تھی۔ اس نے سوچا اس نوجوان سے منتر معلوم کرنا چاہیے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ادھر ناگ نے سانپ کو واپس پٹاری میں جانے کا حکم دیا۔ سانپ حکم کی تعمیل میں رینگتا ہوا پٹاری میں سکڑ کر بیٹھ گیا۔ سپیرے نے پٹاری بند کی اور چلا گیا۔ سپیرے کے جانے کے بعد ٹنڈن غنڈہ، ناگ کے پاس آیا اور اس کے کندھے پر ہاتھ مارتا ہوا بولا:

"واہ رے سادھو۔ تو بڑا کمال کا ہے۔ مجھے بھی وہ منتر بتا جس سے سانپ قابو آتے ہیں۔"

ناگ نے تو سپیرے کو ٹالنے کے لیے کہہ دیا تھا ورنہ وہ تو خود بڑا خطرناک سانپ تھا۔ ناگ نے بہانہ بناتے ہوئے کہا:

"بھائی اب تو میں منتر بھول چکا ہوں۔"

ٹنڈن غنڈہ سمجھا کہ ناگ اسے منتر بتانا نہیں چاہتا۔ اسے غصہ آ گیا۔ اس نے تلوار نکالی اور گرجا:

"سادھو کے بچے۔ سیدھی طرح بتا ورنہ ابھی گردن اُتار دوں گا۔"

سرائے میں موجود دوسرے ہندو کھسکنے لگے۔ لڑائی کے آثار دیکھ کر ہی وہ خوف زدہ ہو گئے تھے۔

ناگ نے کہا:

"بھائی میں سچ کہہ رہا ہوں۔ مجھے منتر یاد ہوتا تو تمہیں



ضرور بتا دیتا۔"

ٹنڈن غنڈہ چلایا:

"بکواس مت کرو۔ تیرا تو باپ بھی منتر بتائے گا تو کس باغ کی مولی ہے۔"

اب ناگ کو غصہ آ گیا۔ اس نے کہا:

"تجھے ابھی منتر بتاتا ہوں۔"

ناگ گہری سانس لے کر اناکنڈا اژدہا بن گیا۔ غنڈے ٹنڈن کے تو ہوش اُڑ گئے۔ تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ ایسا منتر تو اس نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ ابھی اس کے سامنے ایک سانولا نوجوان کھڑا تھا اور اب لمبا موٹا اژدہا۔

سرائے میں موجود ہندو ناگ دیوتا۔ ناگ دیوتا کے نعرے لگاتے بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ ٹنڈن بھی باہر کو بھاگا مگر ناگ نے زور سے سانس کھینچا تو ٹنڈن اڑتا ہوا اس کے منہ میں آ گیا۔ ٹنڈن چیخیں مارنے لگا ناگ نے اسے چھوڑ دیا اور پھر سے انسان کی شکل اختیار کر لی۔

ٹنڈن غنڈے نے اس کے پاؤں پکڑ لیے اور گڑگڑایا:

"مجھے شماء (معاف) کر دو ناگ مہاراج۔"

ناگ نے کہا:

"جاؤ بھاگ جاؤ۔ پھر کبھی کسی کو تنگ نہ کرنا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ٹنڈن غنڈہ بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کی دھوتی ڈھیلی ہو گئی تھی۔ ابھی وہ سرائے کے دروازے کے پاس پہنچا کر اس کی دھوتی گر گئی۔ ٹنڈن غنڈہ اتنا خوف زدہ تھا کر اس نے دھوتی اُٹھانے کی زحمت بھی نہ کی اور بھاگتا چلا گیا۔ ناگ کو یہ دیکھ کر بڑے زور کی ہنسی آئی۔ وہ ہنستا ہوا اپنے کمرے میں چلا گیا۔

کچھ دیر بعد سرائے کا مالک موٹا ہندو لالہ کھانا لے کر آیا تو اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا:

"مہاراج۔ اگر بڑا نہ مانیں تو اپنی ایک بنتی (درخواست) ہے۔"

ناگ نے کہا:

"کیا بات ہے کھل کر کہو گھبرانے کی ضرورت نہیں۔"

موٹے ہندو لالے کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

اس نے کہا:

"حجور — میرا ایک ہی بیٹا ہے اس کی عمر ۸ سال ہے۔ اس کو ایک سانپ ڈسنے کے لیے آتا ہے اور وہ سانپ ہر تیسرے دن رات کو آتا ہے جس سے میرا بیٹا بے حد خوف زدہ رہنے لگا اور بیمار ہو کر بستر سے لگ گیا ہے۔ میں نے ہر طرح کی کوشش کر لی ہے۔ مگر وہ موذی سانپ پیچھا نہیں چھوڑتا۔ اسے مارنے کی کوشش کی مگر ناکامی ہوئی۔



آپ ناگ مہاراج ہیں میری مدد کریں۔"

ناگ کو ہندو لالے پر رحم آ گیا۔ ساتھ ہی اسے اس ظالم سانپ پر غصہ بھی آیا جو لوگوں کو تنگ کر رہا تھا وہ بولا:

"اس سانپ کی ایسی تیسی۔ میں اسے وہ سبق دوں گا کہ یاد رکھے گا۔ تم مجھے اپنے گھر لے چلو۔"

ہندو لالہ خوش ہو گیا۔

ناگ ہندو کے ہمراہ اس کے گھر پہنچا۔ ہندو لالے کا معصوم لڑکا ہڈیوں کا پنجر بن گیا تھا۔

ہندو لالے نے کہا:

"مہاراج۔ ایسے موذی سانپ سے نجات دلا دیں چاہے میرا سب کچھ لے لیں۔"

ناگ نے کہا:

"تم سب کمرے سے نکل جاؤ۔ میں سانپ سے نبٹ لوں گا۔"

ہندو لالہ اور اس کی بیوی باہر چلی گئی تو ناگ نے دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ لڑکا سو رہا تھا۔ ناگ کو اس پر پر بڑا ترس آ رہا تھا۔ آدھی رات کے وقت شوں شوں کی تیز آوازیں آنے لگیں پھر کھڑکی کے راستے ایک موٹا سانپ کمرے میں داخل ہوا۔ اس کا رنگ سبز تھا اور سرخ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



رنگ کی دھاریاں تھیں بڑا خوبصورت سانپ تھا۔

ناگ سانپ کو دیکھتے ہی بُری طرح چونکا۔ آنے والا سانپ بھی اسے دیکھ کر ڈرنے کی بجائے پھن پھیلا کر اسے گھورنے لگا پھر اس نے زمین پر لوٹ لگائی اور سانپ عورت بن گیا۔

یہ دراصل ناگن تھی۔ جسے ناگ کی طرح پانچ سو سال گزارنے کے بعد انسان بننے کی طاقت حاصل ہو گئی تھی۔ ناگن بہت خوبصورت عورت کی شکل میں تھی۔

اس نے کہا:

"اے ناگ۔ تو یہاں کیوں آیا ہے؟"

ناگ نے کہا:

"تم انسانوں کو بلا وجہ ستاتی ہو۔ اس لڑکے کا پیچھا چھوڑ دو۔"

ناگن بولی:

"یہ نہیں ہو سکتا۔ میں اس لڑکے کو نہیں چھوڑوں گی۔"

ناگ طیش میں آ کر بولا:

"میں تمہیں جلا دوں گا تمہیں فنا کر دوں گا تاکہ انسانوں کو تیرے شر سے نجات مل جائے۔"

ناگن نے کہا:



"میں بھی تمہارے ایسی طاقت رکھتی ہوں۔ میں تمہارا مقابلہ کروں گی۔"

ناگ کی پانچ ہزار سالہ زندگی میں پہلا واقعہ تھا کہ اسے ایک ناگن سے مقابلہ کرنا پڑ رہا تھا جو پانچ سو سال زندہ رہنے کے بعد انسان بننے کی طاقت رکھتی تھی مگر ناگ معصوم بچے کو اس ناگن کے رحم پر بھی نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ وہ ناگن کے سامنے آ گیا اور دونوں آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ایک دوسرے کو گھورنے لگے۔!!

- ناگ اور ناگن کے ہولناک مقابلے کا انجام کیا ہوا؟
- کیا ابلیس جادوگر عنبر کو پکڑنے میں کامیاب ہو گیا؟
- ماریا پر کیا گزری؟
- جالینوس اور جلاد نے عنبر کے خلاف کیا سازش کی

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk